داعی اسلام

کلام شعرائے اردو

تصنیف

صادق علی صادق دریاآبادی بستوی

ناشر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۱، اعظم نگر پوسٹ آفس لیاقت آباد، کراچی ۱۹

ہو السلام

سجیہ

سلام اللہ و صلی ایزدی فیضان ربانی
تری صورت سے ظاہر ہے کرم حقانی

تری دربار اقدس میں ہر اک کی باریابی
پیمبر وہ تھا یہ حق کی حاجب تھا دربانی

من رقمہ

خاطر غفر اللہ لہ
١٣ محرم ١٣٥٩ھ

داعیٔ اسلام

کلام معتراسے اُردو

ص علی ص

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۷، اعظم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

اور کیا پیش کش بارگہِ عالی ہو
چشمِ آلودۂ حسرت میں گہر رکھتا ہوں

صادق

داعیٔ اسلام

بے نقط کلام —— شاہنامۂ اسلام

تصنیف

صادق علی صادق دریاآبادی بستوی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۱/۱، اعظم نگر پوسٹ آفس لیاقت آباد کراچی ۱۹

ما ہو السلام

سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

مشقہ العبد محمد عبد الرحیم غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

مادۂ تاریخ وفات:

محفلِ زیبا گلستانِ خلد (۱۳۷۳ھ)

مرشدی و مولائی والدِ محترم محمد عبد الرحیم خاطرؔ جیپوری رحمۃ اللہ المتوفی ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کراچی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

عرض ناشر

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہر دور میں نت نئے انداز سے لکھی جاتی رہی ہیں اور جب تک اس دنیا کا نظام قائم ہے یہ سلسلہ برابر قائم رہے گا۔ نثر میں بھی سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھی گئی ہیں اور نظم میں بھی۔ لیکن اردو میں بے نقطہ سیرت نگاری کا آغاز جناب ولی رازی صاحب کی "ہادیِ عالم" سے اور منظوم سیرت نگاری مولانا صادق علی قاسمی (فاضلِ دیوبند) کی کتاب "داعیِ اسلام" سے ہوئی۔ اردو ادب میں یہ ایک نیا اضافہ ہے ———— موصوف کا یہ کارنامہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت کا مظہر ہے جس نے موصوف کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت وشفاعت کا مستحق بنا دیا۔ یہ سعادت قابلِ رشک ہے۔

"داعیِ اسلام" کے مصنف محتاجِ تعارف نہیں نہایت مشہور و معزز ادارہ کے مستند عالم ہیں، متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

"داعیِ اسلام" ایسا شاہکار ہے جسے اہلِ علم نے بہت سراہا اور قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے جو اہلِ نظر کی نظر میں اس کی قبولیت کی بیّن دلیل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پاک و ہند میں قبولِ عام نصیب فرمائے اور مصنف موصوف کو مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین

حقیر فقیر محمد عبدالرحمٰن غضنفر غفرلہ ولوالدیہ

۲۲ر شوال ۱۴۱۱ھ

عام کرنا ہے ادب کے پاک رجحانات کو
اور کرنا ہے عیاں اردو کے امکانات کو

رسالے کو مرے مولا عموم سرمدی دے دے
اسے کم علم ہے، مولا علوم و آگہی دے دے

سلام اس کو کہ اک اُمّی مگر اک ہادیِ کامل
مطہر اور طاہر، اک رسول، اک حاکمِ عادل

ص علی ص

بیا تا کہ گیریم راہِ عرب
دلم می کشد سوئے شاہِ عرب

غضنفر

اظہارِ حقیقت

گرامی قدر جناب مولانا محمد ولی رازی کی کتاب "ہادی عالم" دار العلوم دیوبند میں نظر نواز ہوئی تھی جب میں سال گذشتہ دار العلوم کے نمائندہ اجتماع میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا اور برادرم جناب مولانا عبد الرحیم صاحب کے کمرہ میں مقیم تھا مولانا موصوف نے فرمایا۔ تم "ہادی عالم" کو نظم کر دو — میں نے عرض کیا انشاء اللہ کوشش کروں گا۔ گھر واپسی کے بعد سوچا کہ اس کتاب کو حفیظؔ مرحوم کی شاہنامۂ اسلام کے اسٹائل پر لانا چاہیئے تاکہ یہ غیر منقوط شاہنامہ اسلام ہو جائے۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر بیٹھ گیا اور قلم اٹھالیا۔ اولاً قدم قدم پر رکاوٹوں کے باعث کئی دفعہ ہمت پست ہوئی۔ مگر قدرت کی چارہ سازی اور اعانت ہر دشوار گزار موڑ پر کام آئی اور اس کارِ مشکل کا ایک مرحلہ خدا خدا کر کے ختم ہوا اور جلد اول اشاعت پذیر ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کون نہیں جانتا کہ اردو زبان میں منقوط الفاظ و حروف زیادہ اور غیر منقوط کم ہیں یا یوں کہئے کہ اٹھارہ حروف کے علاوہ باقی سب منقوط ہیں، تمام ضمیریں، بیشتر حروف جار، شرط و جزا کے حروف، منفی حروف، اکثر مصادر و افعال اسی طرح جمع کے الفاظ

سب منقوط ہی ہیں جن سے بے نیاز ہو کر میدان تحریر میں ایک قدم چلنا بھی امر مشکل ہے
اس کا اندازہ تو اس راہ کا راہرو ہی لگا سکتا ہے، ان تمام دشواریوں کے باوجود میں نے
ہمت کی اور قدرت کی اعانت کام آ گئی، آخر وہ دن بھی دیکھنا نصیب ہوا کہ غیر منقوط
شاہنامہ اسلام کی جلد اول آپ کے ہاتھوں میں دے کر منہ دکھلانے کے لائق ہوا اور اسم
با مسمٰی ثابت ہوا ورنہ اس طرح کی باتیں درمیان تحریر بہت سننے میں آئیں کہ "ارے یہ تو
بلا وجہ کا پروپگنڈہ ہے"۔

بہت سے احباب کا کہنا تھا کہ "ی" کے نیچے دو نقطے ہوتے ہیں اس کا کیا کریں گے
کیوں کہ "ی" سے دامن چھڑانا ناممکن ہے بہت سے احباب "لئے" کی "ے" کے نیچے
دو نقطہ لگانے پر مصر تھے حالانکہ وہی حضرات سے، کے، ہے، کی، ہی، رہی، ہیں، لکھی
وغیرہ الفاظ کی (ی، ے) کے نیچے دو نقطہ دینے کو تیار نہیں تھے، آخر کیوں؟ کیا "لئے"
کی (ے) کا حکم کچھ الگ ہے؟ یہ ایک طرح کی زبردستی تھی ورنہ "لئے" کی یا کے نیچے دو
نقطے "ہمزہ" کے باوجود ایک مہمل اور غلط بات تھی "ی" کے لئے دو نقطوں کی بات دراصل
یا، کے شوشوں کے لئے ہے تاکہ با، تا، ثا وغیرہ کے شوشوں سے اسے ممتاز کیا جا سکے جیسے
یا، دیا وغیرہ الفاظ ہیں اور لئے کی ہمزہ کے بجائے ی کا استعمال اگر مناسب ہے یا کوئی
جدت ہے تو مائل، گھائل، مسائل، سائل، گئے وغیرہ ایک نہیں سیکڑوں الفاظ ایسے ہیں جہاں ہمزہ کی
جگہ نقطہ کا استعمال ہونا چاہئے تاکہ ادب اور لباس کا بھی چولی دامن کا ساتھ ہو جائے۔

اسی طرح نون اور نون غنہ کا معاملہ بھی ہے کیوں کہ "نون غنہ" اور "نون" میں یہی فرق
ہے کہ نون غنہ کے بیچ نقطہ نہیں ہوتا اس لئے نون غنہ بھی غیر منقوط حروف میں شمار
ہوگا۔ "ٹ" کے (ط) کے بارے میں بات چلی مگر مہمل اور بے کار کیوں کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا
جائے کہ "ط" چار نقطوں کی جگہ پر ہے تو (ط) چار نقطوں کا بدل ہی تو ہوا جو نقطہ کی

شکل چھوڑ چکا ہے اور بدل ہی دراصل مقصود ہوتا ہے اس لئے " ط " کا شمار بھی غیر منقوط حروف میں ہوگا۔

یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں ضروری ہے کہ جب غیر منقوط الفاظ کے معاملہ میں اردو تنگ دامن ہے تو ضرورت پڑنے پر لازمی طور پر دوسری زبانوں کے غیر منقوط الفاظ استعمال میں لانے پڑیں گے اب وہ الفاظ مشکل بھی ہوسکتے ہیں اور غیر فصیح اور نامانوس بھی، اگر اس طرح کی مجبوریاں نہ ہوتیں تو غیر منقوط اردو نظم کا کام اتنا مشکل ہی کیوں ہوتا؟ علاوہ ازیں اردو ہی کب مستقل زبان ہے کہ دوسری زبانوں کے الفاظ کا استعمال قابل اعتراض بن جائے اردو خود ہی کئی زبانوں کا ایک معجون مرکب ہے، پھر بھی میں نے ہندی اور مقامی بولیوں کو بھی استعمال کر کے کلام کی سادگی و برجستگی، سلاست و روانی کو برقرار رکھنے کی مسلسل اور مکمل کوشش کی ہے، اس کا فیصلہ قارئین خود کریں گے۔

عطر آں کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

ایک بات یہ بھی عرض کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت کتابوں کی کتابت و طباعت کا مسئلہ مجھ جیسے بے بضاعت انسان کے لئے جوئے شیر لانے سے کچھ کم نہیں یہی وجہ ہے کہ مکمل کتاب آپ کے سامنے نہیں ہے صرف جلد اول ہے، اگر عمر نے وفا کی اور خدا کا فضل و کرم شامل حال رہا تو عنقریب دوسری جلد یا مکمل کتاب ہی پیش کردوں گا بشرطیکہ اس جلد کی پذیرائی ہوئی اور جلد ہی اس کی رقم ہاتھ آگئی۔

جس طرح اردو نثر میں "ہادی عالم" دنیا کا پہلا کارنامہ ہے اسی طرح "داعی اسلام" بھی اردو نظم میں دنیا کی پہلی پیش کش ہے اس لئے امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور بفضلہ تعالیٰ مقبول ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اور اس گنہ گار کو "داعی اسلام" کے طفیل میں عقبیٰ کی سرخروئی عطا کرے۔

(آمین)

آخر میں میں اپنے ان تمام محسنین ومعاونین کا انتہائی شکر گزار ہوں جن کی تمام تر توجہ اور تعاون سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی اور حافظ محمد یحییٰ وحافظ رشید الرحمٰن رشید صاحبان مدرسین جامعہ دارالمعارف لہرولی بازار کا ممنون کرم ہوں کہ ہر دو حضرات نے کتاب کی تصحیح میں اپنا قیمتی وقت دیا نیز حافظ محمد اشرف صاحب کا بھی احسان مند ہوں کہ انہوں نے باوجود اپنی تمام تر مصروفیات کے "داعی اسلام کی کتابت کو ترجیح دیا اور کتاب وقت پر چھپ گئی اور برادرم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کو میں کب فراموش کر سکتا ہوں کہ انہیں کے اشارے پر مجھے اس کتاب کے لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ——— اور سب سے زیادہ تو میں مولانا محمد ولی رازی کا شکر گزار ہوں کہ ان کی کتاب "ہادی عالم" دیکھ کر میرے اندر یہ داعیہ پیدا ہوا اور مسلسل معاون ومددگار ثابت ہوئی کیوں کہ الفضل للمتقدم کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ اور آئندہ ان حضرات کا انتہائی ممنون احسان ہوں گا جو اس کتاب کی غلطیوں، خامیوں لغزشوں سے مجھے مطلع فرمائیں گے۔ واللہ المستعان

صادق علی صادق بستوی

۱۷ر۳ر۸۵ء

مصنف کتاب کا سرسری تعارف

نام ـــــ صادق علی انصاری قاسمی

تخلص ـــــ صادق بستوی

جائے پیدائش ـــــ مقام دریاآباد پوسٹ دودھارا ضلع بستی۔ یوپی

سال پیدائش ـــــ ماہ اپریل ۱۹۲۸ء بتایا جاتا ہے

حال مقیم ـــــ لہرولی بازار، پوسٹ ہنوا (دودھارا) ضلع بستی

تعلیم ـــــ فاضل دارالعلوم دیوبند، مولوی فاضل پنجاب یونی ورسٹی، فاضل تفسیر لکھنؤ یونی ورسٹی، فاضل معقولات الہ آباد بورڈ، ادیب کامل جامعہ اردو علی گڑھ، حکیم (رجسٹرڈ) انڈین میڈیشن بورڈ لکھنؤ

قومی وملی تنظیموں میں ـــــ رکن مجلس عاملہ ادارہ ترجمان اسلام غازی پور ضلع غازی پور

ادبی تنظیموں میں ـــــ جنرل سکریٹری انجمن ترقی شاخ مونڈاڈیہہ بیگ، رکن مجلس منتظمہ ممبر اردو اکیڈمی لکھنؤ۔ انجمن ترقی اردو لکھنؤ

تعلیمی اداروں میں ـــــ صدر نیشنل انٹر کالج مونڈاڈیہا بیگ، اور دیگر کئی ایک مدارس عربیہ ضلع بستی

صحافت میں ـــــ نامہ نگار روزنامہ مشرقی آواز گورکھپور، روزنامہ ہندوستان بمبئی روزنامہ اردو ٹائمز بمبئی. روزنامہ گرام دوت (ہندی) بستی

اور دیگر دینی وملی، ادبی وسماجی، خدمات کے لئے خاکسار کی تالیفات اور عوام کا فیصلہ معتبر ہے۔

تاثرات

شخصیات

اخبار

رسائل

عزت مآب جناب حکیم عبد الحمید صاحب

مالک ہمدرد دواخانہ دہلی

مکرم صادق قاسمی صاحب

وعلیکم السلام "داعیٔ اسلام" کا پہلا حصہ ملا۔ شکر گزار ہوں۔ آپ نے اس میں نہ صرف ایک ادبی کمال کا مظاہرہ کیا ہے، بلکہ ذہانت اور طباعی کا ثبوت بھی دیا ہے۔ بعض تضادات کو لے کر چلنا واقعی ایک معرکہ ہے، جس کے سر کرنے پر آپ تحسین اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خدا کرے آپ کی ادبی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہو! آمین

آپ کا مخلص

عبد الحمید

لکھنؤ

۸۵/۱۱/۵ مکرمی زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا مجموعہ کلام پہنچا حسب موقع اس پر ایک نظر ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے مفید علمی وادبی کام لیتا رہے۔ اور بخیر وعافیت رکھے۔

والسلام

مخلص

(مولانا) ابوالحسن علی (مدظلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریباً دو سال قبل جناب محترم ولی رازی کی کتاب ہادیٔ عالم ہند و پاک میں داد تحسین حاصل کر چکی ہے اس کے بعد ہندوستان کے مشہور عالم اور شاعر جناب مولنا صادق بستوی کی کتاب "داعی اسلام" منظوم منصہ مشہود پر جلوہ افروز ہوئی ولی رازی کی شخصیت اور ان کا درجہ ادبیت اپنی جگہ مسلم

لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ داعی اسلام کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ مقام جناب رازی کی کتاب کو حاصل نہ ہو سکا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

احقر صدیق احمد غفرلہٗ

خادم جامعہ عربیہ ہتھورا

باندہ یوپی ہند

۸۶/۳/۱۱

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سوانح حیات پر ہر دور اور ہر ملک میں بیشمار کتابیں نظم ونثر میں لکھی گئیں، اور سیرت نبوی کے ہر پہلو پر علمی وتحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی، عربی زبان میں اس مقدس موضوع پر مختلف جہات سے بے شمار کتابیں لکھی گئیں، اسی طرح ہر ملک کے علمائے اسلام نے اپنی اپنی زبانوں میں اس موضوع پر اپنی عقیدت ومحبت کا مظاہرہ کیا، ویسے سیرت نگاری تیسری صدی پر مکمل ہوگئی تھی، اس کے بعد تنوع ہوتا رہا خود ہمارے ملک میں عربی، اردو، اور دیگر علاقائی زبانوں میں سیرت پر بہت سی کتابیں نظم ونثر میں لکھی گئیں، اب سے چند سال پہلے پاکستان میں اس موضوع پر اردو میں ایک کتاب نثر میں لکھی گئی جس میں بے نقط الفاظ وکلمات کا التزام کیا گیا ہے اور جو اپنی خاص نوعیت کے اعتبار سے بے نظیر کارنامہ شمار کی گئی اور اب ہمارے ملک میں اس سے آگے بڑھ کر اسی طرز پر ایک منظوم کتاب لکھی گئی۔

صنعتِ بے نقط میں دس پانچ سطر یا صفحہ دو صفحہ لکھنا زیادہ مشکل نہیں اور نظم ونثر میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں، مگر اس تنگ دائرہ میں رہ کر منظوم کتاب لکھنا دشوار سے دشوار تر کام ہے، اس کی پہلی مثال "داعیِ اسلام" نامی کتاب ہے، جس کو دارالعلوم دیوبند کے بوریہ نشین فاضل نے نظم میں لکھا ہے، جس کے سامنے اردو زبان کے بڑے بڑے شاعروں اور ادیبوں کو اعتراف وعقیدت کے ساتھ سرنگوں ہونا چاہئے، مولانا صادق علی صاحب صادق بستوی نے یہ کتاب اس انداز میں لکھ کر جہاں اپنے لئے توشۂ آخرت جمع کرلیا ہے وہیں اردو شعر وادب میں اپنا منفرد مقام پیدا کرلیا ہے، محبت رسول کی سچی تڑپ کا صدقہ ہے کہ انہوں نے اس مشکل ترین انداز میں عقیدت ومحبت کے پھولوں کا یہ ہار تیار کیا، اور سوانح نگاران رسول کے حلقہ نشینوں میں ممتاز جگہ پائی۔

میرے نزدیک اَعلام واماکن میں یہ التزام نہ ہوتا تو بھی اس صنعت پر زد نہیں پڑتی کہ ان کے بارے میں تبدیلی کا حق ہم کو نہیں پہونچتا ہے ہم نے اپنے انداز بیان میں اس صنعت کا اہتمام کیا ہے، افراد اور مقامات کے نام ہمارے دائرہ صنعت میں نہیں آتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا صادق علی صاحب کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور اس کو قبول عام و تام حاصل ہو،

قاضی اطہر مبارک پوری

یکم جمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ — یکم فروری ۱۹۸۷ء

برادر مکرم جناب مولانا صادق علی بستوی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ انگلستان سے حجاز واپسی پر گنج گرانمایہ "داعی اسلام" بتوسط مولانا عبداللہ صاحب دیکھنے کو ملی۔ بے انتہا مسرت ہوئی۔ سوچتا رہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگری میں ان کے عاشق صادق کو یہ کوتاہ بیں۔ بے علم وعمل کس طرح مبارکباد دے۔ ۱۰ ر فروری ۸۶ء کو بعد نماز فجر روضۂ اقدس پر حاضر تو ہوا مگر اس مصرعے کے علاوہ سب کچھ بھول گیا۔

سلام اس کو کہ اک اُمّی مگر اک ہادیٔ کامل
مطہر اور طاہر اک رسول اک حاکم عادل

پڑھا اور نبی خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا آپ کا بھی اور ساتھ ساتھ مولانا عبدالحفیظ رحمانی حافظ رشید، حافظ محمد یحییٰ، حافظ محمد اشرف اور مولانا عبدالرحیم

صاحب مدظلہٗ کا بھی ۔ ؏

گر قبول افتد زہے عزو شرف

یہ حقیقت ہے "داعی اسلام" مشک آں کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید کی مصداق ہے اللہ شرف قبولیت سے نوازے۔ اور حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے۔ رفقاء کو سلام فرمائیں۔ دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں۔

والسلام

فضیل احمد غفرلہٗ

۱۰ فروری ۸۶ء مدینہ منورہ، زاد اللہ شرفا وتعظیماً

ادیب شہیر، قلم کار کبیر، حضرت مولانا صادق علی صاحب قاسمی حفظکم اللہ تعالیٰ وایدکم

مزاج عالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی مایۂ ناز اور شاہ کار تصنیف "داعی اسلام" بلا نقطہ جناب سالک بستوی کے پاس نظر نواز ہوئی مکمل سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر منظوم اور بلا نقطہ انتہائی کٹھن اور مشکل کام ہے۔

درحقیقت یہ انتہائی حیرت ناک اور نادر ترین علمی وادبی کارنامہ انجام دے کر آپ نے اردو ادب کو ہم دوش ثریا بنا دیا ہے آپ کا یہ عظیم ادبی کارنامہ دنیائے علم وادب میں ہمیشہ شاہ کار رہے گا اور کبھی بھی بھلایا نہ جا سکے گا۔ میری قلبی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کے ذہن وفکر کو ہمدوش ثریا بنائے اور قلم حقیقت رقم کو عروجِ وادی سینا عطا فرمائے۔ (آمین)

عارف سراجی۔ نوگڈھ بستی

روزنامہ
آزاد ہند کلکتہ

داعی اسلام

۲۳ نومبر ۸۶ء

کلام معرائے اردو (جلد اول) مصنف :- صادق علی صادق دریابادی بستوی
قیمت :- /۳۰ روپے ۔ ملنے کا پتہ :- خالد کمال کتاب گھر لہرولی بازار پوسٹ ہٹوا ضلع بستی
(یو، پی)

صادق علی صادق صاحب نے حُبِ رسولؐ میں ایک انتہائی دشوار کام اپنے ذمے لیا ہے کہ حفیظ جالندھری کے "شاہ نامہ اسلام" کے طرز پر پیغمبر اسلام کی شان میں منظوم کلام بغیر نقطے کے پیش کریں۔ نقطے کے بغیر نثر لکھنا بھی "کوہ کندن" سے کم دشوار نہیں جب کہ غیر منقوط کلام نظم کرنا جوئے شیر لانا ہے۔ دورِ اکبری میں فیضی نے قرآن مجید کی غیر منقوط تفسیر "سواطع الالہام" نثر میں لکھی تھی جسے ایک کمال سمجھا گیا تھا اور حال میں محمد ولی رازی نے کتاب "ہادیٔ عالم" غیر منقوط نثر میں پیش کی ہے مگر شعری ضرورتوں کے سبب غیر منقوط نظم کہنا حد سے سوا دشوار اور عرق ریزی کا کام ہے۔ بعض عرب شعراء نے بھی اپنا غیر منقوط کلام پیش کرکے دادِ تحسین وصول کی ہے۔ اہل دل حب رسولؐ میں اس کٹھن میدان کو سر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں صادق علی صادق صاحب کا بھی اضافہ ہے۔ انہوں نے اپنے کلام بے نقط میں عربی، فارسی اور اردو کے الفاظ کے علاوہ ہندی اور کھڑی بولی کا بھی بے تکلفانہ استعمال کیا ہے۔ اس دشوار زمین میں ایک ایک قدم اٹھانا دوبھر ہے مگر مصنف کی ہمت قابل داد ہے کہ انہوں نے اپنی منزل پر پہنچ کر ہی دم لیا۔ اگرچہ بے نقط کلام پیش کرنے کی دشواریوں کے سبب شعریت کافی مجروح ہوئی ہے اور اثر انگیزی میں فرق آیا ہے پھر بھی یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو لائق ستائش ہے اور اس کی قدر کی جانا چاہیے۔

مصنف نے کتاب میں اپنے لئے بجا طور پر یہ دعا کی ہے۔ ؎

رسالے کو مرے مولا عموم سرمدی دے دے
اسے کم علم ہے مولا علوم و آگہی دے دے

کتاب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، اور ڈاکٹر محمود الٰہی صاحبان کے توصیفی پیش لفظ اور تقریظات سے بھی مزین ہے۔

الف۔ سین۔ میم

گرامی قدر جناب مولانا علیم اللہ صاحب لائبریرین

مظاہر علوم سہارنپور

داعی اسلام یقیناً عہد حاضر کی نایاب تالیف ہے جس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہادیٔ عالم اگر نثر میں لاجواب ہے تو داعیٔ اسلام نظم میں اپنی مثال آپ ہے۔ داعی اسلام کے مطالعہ کے بعد چند اشعار فی البدیہہ نوک قلم سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہو گئے۔

داعیٔ اسلام، یہ نادر کتاب — قابل انعام یہ نادر کتاب
ہر سطر اس کی معریٔ نظم میں — پیکر الہام یہ نادر کتاب
یہ سواطع سے بھی سبقت لے گئی — معجز و بے دام یہ نادر کتاب
کون[2] لکھ سکتا ہے ساری خوبیاں — عشق کا اک جام یہ نادر کتاب

---

[1] پتہ چلا کہ مولانا اللہ کو پیارے ہو گئے۔ صادق

[2] یہ مصرع حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے

ماہنامہ طیب دیوبند

اردو زبان میں غیر منقوط تحریروں کا زیادہ رواج نہیں رہا لیکن چند سال قبل پاکستان کے فاضل مصنف مولانا محمد ولی رازی کی تصنیف "ہادیٔ عالم" اس سلسلہ کی اہم اور کامیاب ترین کوشش تھی۔ ولی صاحب کی یہ کتاب آج ہندو پاک میں سیرت کے موضوع پر اپنے انداز کی منفرد کوشش اور مستحسن اقدام تصور کی جاتی ہے

ہمارے محترم اور دارالعلوم دیوبند کے قابل فرزند مولانا صادق علی صادق قاسمی نے اس میدان میں ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے وہ یہ کہ انہوں نے غیر منقوط سیرت نبی کریم صلعم منظوم پیش کی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک گرانقدر علمی کارنامہ ہے جو محترم صادق صاحب جیسا فاضل اور محنتی انسان ہی انجام دے سکتا تھا موصوف کے اس شاندار علمی کارنامے کے لیے ہمارے پاس تعریف کے الفاظ نہیں ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں اور اس کے مستحق ہیں کہ ان کی اس کوشش کو سراہا جائے اور زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔

ہم صادق صاحب کی اس کوشش پر ناقدانہ نظر نہ ڈالتے ہوئے اتنا ضرور کہیں گے کہ غیر منقوط کلام ہونے کی وجہ سے بعض جگہ اسکی روانی اور سلاست میں فرق آگیا ہے جو آنا ہی تھا

ہم طیب کے قارئین سے درخواست کریں گے کہ وہ کمال دارالرسائل لہرولی بازار۔ دودھارا ضلع بستی سے یہ کتاب منگوا کر ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

ملّی ترجمان نئی دہلی

داعی اسلام (کلام معرائے اردو) اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے، یہ شاعر اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم کے شاہنامہ اسلام کے اشائل پر غیر منقوط منظوم پیش کش ہے۔ صاحب کتاب مستند اور وسیع نظر عالم دین ہیں۔ علم و فضل کے ساتھ آپ اردو زبان کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ ان کی یہ غیر منقوط پیش کش ایسا کمال شاندار اور حیرت انگیز ہے جس کی مثال اردو زبان میں شاید ہی کہیں اور ملے۔ اس سے شاعر کی غیر معمولی ذہانت اور الفاظ و لغات کے نہایت وسیع ذخیرے پر کمال دسترس کا پتہ چلتا ہے۔ حفیظ جالندھری کی بحر (ہزج مثمن کامل) میں اس درجہ طویل نظم مختلف مضامین پر مشتمل پھر قافیہ و ردیف اور وزن و بحر کی پابندی فن شاعری کا معجزہ ہے۔

کاغذ سفید اور کتابت قبول نظر ہے۔ حصہ اول ۱۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم زیر طبع ہے۔ کتاب فن کاروں اور ادب نوازوں کو دعوت توجہ اور التفات دیتی ہے۔

یکم دسمبر تا ۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

پیش لفظ و تقاریظ منظوم

(۱) جناب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ صدر شعبہ اردو جامعہ ملیہ نئی دلی

(۲) جناب مولانا سعید احمد اکبر آبادی اڈیٹر ماہ نامہ برہان دہلی و سابق پروفیسر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

(۳) حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی۔ حیدر آباد سندھ

(۴) پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی صدر شعبۂ اردو جامعہ کراچی

(۵) جناب ڈاکٹر محمود الٰہی زخمی صاحب صدر شعبۂ اردو گورکھپور یونی ورسٹی گورکھپور

(۶) جناب نازؔ انصاری صاحب چیف اڈیٹر روزنامہ "..." نئی دہلی

(۷) قطعۂ تاریخ جناب حافظ رشید الرحمان رشیدؔ بستوی ادارۂ دار المعارف لہر دلی بازار

پیش لفظ

جناب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ صدر شعبۂ اردو جامعہ ملیہ نئی دلی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام ہادیان و مرسلین اور انبیائے اسلف میں برتر اور امتیازی شان کی حامل ہے کہ اس کی ذات سے وہ سرچشمے پھوٹے جو تعمیر اخلاق حسن عمل اور خلوص عبادت کے ساتھ ساتھ پیکار حیات میں استحکام اور راسخ الارادہ رہنے کا اعلیٰ ترین معیار پیش کرتے ہیں، حضورؐ کی ذات اقدس نے اعلیٰ انسانیت کے وہ عملی نمونے پیش کیے، جن سے انسانیت کی بقا اور اس کی معنوی ہمہ جہتی میں دائمی اضافہ ہوا۔

حجاز کی سرزمین سے طلوع ہونے والے اس آفتاب کی روشنی سے سارا عالم منور ہوا۔ آج جب کہ چودہ صدیاں گذر چکی ہیں سیرت کے پہلوؤں پر اب بھی غور و فکر جاری ہے اور شعرا کے لیے یہ ایسا موضوع سخن ہے جس کی جاذبیت اور دل کشی کبھی کم نہ ہوگی۔ مصنفین ماسبق نے بھی اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کو اپنا موضوع بنایا ہے اور سیرت کا بیان مختلف اسالیب میں پیش کیا ہے ان میں سے کسی نے منظوم سیرت لکھی اور کہیں مقفع و مسجع نثر میں، کہیں ابیات و شعر میں تو نظم و نثر کے ایسے نمونے پیش ہوئے ہیں جن میں مختلف صنعتیں استعمال کی گئی ہیں، ان صنعتوں میں ایک صنعت غیر منقوط بھی ہے، یہ حقیقت ہے کہ صنعت غیر منقوط کا

استعمال بہت کم ہوا ہے خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ عربی کے اکثر شعرا نے قصیدے کی صنف میں سیرت کا بیان کیا ہے، بعض شعرا کے اشعار مختلف صنعتوں پر مشتمل ہیں اور ہر شعر میں نئی صنعت استعمال ہوئی ہے، ان شعرا میں صفی الدین الحلی (متوفی ۷۵۱ھ) ابن جابر اندلسی (ولادت ۶۹۸ھ) اور زین الدین آثاری (متوفی ۸۲۸ھ) قابل ذکر ہیں۔ زین الدین آثاری کے چند قصائد سیرت کے بیان میں ایسے ہیں جن کا ہر شعر ایک نئی صنعت کا شاہ کار ہے، مدنی کی کتاب "انوار الربیع" ہے۔ چھ جلدوں پر مشتمل اس کتاب میں تمام تر ایسے قصائد کی شرح ہے جو رسول اکرم کی سیرت و شمائل پر مشتمل ہے، اس میں مختلف صنائع کے ساتھ صنعت غیر منقوط بھی استعمال کی گئی ہے۔ عربی میں فیضی کی تفسیر قرآن "سواطع الالہام" بھی غیر منقوط نثر کا اچھا نمونہ پیش کرتی ہے۔

اردو میں غیر منقوط نثر میں لکھی گئی محمد ولی رازی کی کتاب "ہادی عالم" ابھی حال میں شائع ہوئی ہے، زیر نظر کتاب " داعی اسلام" کے مصنف نے دراصل اسی کتاب سے تحریک لی ہے لیکن غیر منقوط نظم میں لکھنے کا حوصلہ اور اس کی تکمیل بجائے خود ایک کارنامہ ہے اس لئے کہ اردو حروف تہجی میں غیر منقوط الفاظ کم اور منقوط زیادہ ہیں۔ اس کے باوجود مصنف نے اس کتاب میں اپنے علم زبان اور تبحر علمی کا ثبوت دیا ہے۔ شاعر نے عربی و فارسی کے علاوہ ہندی اور مقامی بولیوں کے الفاظ بھی ایسی چابک دستی سے استعمال کئے ہیں جو اس نظم کے مزاج سے اس طرح ہم آہنگ ہو گئے ہیں کہ کہیں جھول محسوس نہیں ہوتا اگرچہ دو ایک جگہ ان کا استعمال کھٹکتا ہے پھر بھی کلام کی سادگی اور سلاست و روانی میں کہیں فرق نہیں آتا۔

سیرت پاک کے بیان میں اس کے جملہ لوازم کو ملحوظ رکھا گیا ہے عقیدت کی راہ میں شاعر نے ان تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھا ہے جو اس کے حفظ ماتقدم میں جائز

ہے۔

"داعی اسلام کو سلام" پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں

سلام اس کو کہ اک امی مگر اک ہادیِ کامل

مطہر اور طاہر اک رسول، اک حاکم عادل

اس میں تمام حقائق کا بیان ہے اور کہیں شاعرانہ تعلی کا گمان نہیں ہوتا لیکن نعت کے طور پر شعر دل کو کھینچتا ہے۔

مکہ کا ماحول، رسول اللہ کے گھر کا ماحول، مولود مسعود، ہادی اسلام کے گرامی اسماء، میں شاعر نے عقیدت سے کام نہیں لیا ہے بلکہ حقائق کا بیان کیا ہے لیکن اسلوب کی دل فریبی نے اسے عقیدت سے قریب کر دیا ہے

"داعی اسلام کی عروس مکرمہ" کے ذیل میں ایک شعر دیکھتے چلئے۔

رسول اللہ کے اطوار عمدہ کی رہی گھائل

ہوا دل اس کا ہادی کی عروسی کے لئے مائل

اس میں تغزل بھی ہے اور بیان واقعہ بھی

یہ مثالیں کتاب کے پہلے حصہ یعنی "داعی اسلام کا دور اول" سے پیش کی گئی ہیں۔ کتاب کا دوسرا حصہ، رسول اللہ کے مکی دور پر مشتمل ہے، وحی اول کی آمد کے بعد سے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں پیش آنے والی تمام صعوبتوں کا ذکر اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مقاصد میں کامیابی اور دیگر قبیلوں کے قبول اسلام کے بیان پر مشتمل ہے اور دونوں ہی حصوں میں جہاں ایک طرف صنعت غیر منقوطا افضلیت رکھتی ہے وہاں دیگر صنعتیں بھی استعمال کی گئی ہیں دیگر نقطوں کی احتیاط سے چند مفاہیم مغلق بھی ہوئے ہیں اس کے لئے مصنف نے حواشی لکھ دیئے ہیں۔ قرآن کی سورتوں کا بھی بیان ہوا ہے

جس سے اس بیان میں حسن پیدا ہو گیا ہے
غرض اردو میں اس قسم کی کوشش اردو کے لئے فال نیک ہے جس کی ہمت افزائی ہونی چاہیئے۔
امید کی جا سکتی ہے کہ کتاب تکمیل کے بعد اپنی نوعیت کی ایک ممتاز کتاب ہو گی۔

گوپی چند نارنگ
دہلی

تقریظ

جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی اڈیٹر ماہنامہ برہان دہلی و سابق پروفیسر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

مولانا صادق علی صاحب مستند اور وسیع النظر عالم دین ہیں، نہایت ذہین اور طباع ہیں، علم و فضل کے ساتھ آپ اردو زبان کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی ہیں، آپ کے مقالات اور نظمیں ملک کے موقر رسائل و جرائد میں شائع ہو کر ارباب علم و نظر سے داد تحسین و ستائش حاصل کرتے رہتے ہیں، یہ تو سب کچھ تھا ہی آپ نے ابھی حال میں اپنے ایک ایسے کمال کا مظاہرہ کیا ہے جو نہایت عجوبہ اور حیرت انگیز ہے اور جس کی مثال آج دنیائے ادب میں شاید ہی کہیں اور ملے اور وہ یہ ہے کہ کم و بیش ڈھائی سو صفحات میں آپ نے حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کی بحر (ہزج مثمن کامل) میں ایک منظوم سیرت نبوی لکھی ہے اور لطف یہ ہے کہ پوری نظم از اول تا آخر صنعت غیر منقوط میں ہے، اس درجہ طویل نظم مختلف مضامین پر مشتمل پھر قافیہ و ردیف اور وزن و بحر کی پابندی اور بایں ہمہ یہ التزام کہ کہیں ایک نقطہ بھی نہ آئے اس کو فن کا معجزہ نہ کہئے تو اور کیا کہئے۔؟ جب تک الفاظ و لغات کے نہایت وسیع ذخیرے پر کمال دسترس نہ ہو اور ساتھ ہی طبیعت غیر معمولی طور پر اخاذ اور رسا نہ ہو اس معجزۂ فنی کا ظہور نہیں ہو سکتا، اس لئے اس کارنامے کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ سلاطین اور امراء صنائع و بدائع کے قدرداں تھے اور عوام و خواص

مین بھی ان چیزوں کا مذاق عام تھا اس لئے ارباب ادب وانشا ان میدانوں میں طبع آزمائی کرتے اور اپنے اپنے کمالات فن کا مظاہرہ کرکے اس کی داد پاتے تھے، چنانچہ جب فیضیؔ نے "سواطع الالہام" کے نام سے غیر منقوط تفسیر قرآن مجید لکھی ہے تو اس کی دھوم مچ گئی اور دربار اکبری میں اس پر تحسین و آفریں کے پھول نچھاور کئے گئے لیکن سلطنتوں کے خاتمے کے ساتھ فنِ بدائع وصنائع پر بھی زوال آگیا اور اب ہمارے زمانے میں تو اس کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا۔

مولانا صادقؔ صاحب کی ہمت اور حوصلہ قابل داد ہے کہ آپ نے کتاب لکھ کر اس فن کو حیات نو بخشی ہے اور یہ ثابت کردیا ہے کہ جو کام متقدمین نے کیا ہے اسے متاخرین بھی کرسکتے ہیں۔

امید کہ مولانا کی یہ سعی مشکور ہوگی۔

سعید احمد اکبرآبادی
(چیرمین) شیخ الہند اکادمی دیوبند
سہارن پور، یو، پی

۲۸ر ستمبر سنہ ۱۹۸۴ء

انسوس کہ حضرت مولانا مرحوم اس کتاب کے چھپنے سے قبل ہی دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

تقریظ

شیخ طریقت حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب

ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ لٹ
صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سندھ پاکستان

باسمہٖ ۔ حامداً و مصلّیاً

محترم صادق دریابادی کی کتاب "داعیِ اسلام" نظر سے گزری جو غیر منقوطہ حروف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے کچھ واقعات پر مشتمل ہے بہت سے حضرات نے اس کتاب پر تقریظیں لکھی ہیں۔ راقم الحروف بھی یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

کتاب میں تین فصلیں ہیں: (۱) داعیِ اسلام کے اوّل احوال (۲) داعیِ اسلام کا مکّی دَور اور (۳) اعلائے اسلام کا دَور۔ ان تمام واقعات کو صرف ۱۲۱ صفحات میں نظم کرنا اور وہ بھی غیر منقوطہ حروف میں محدود کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس سے پہلے مولانا ولی رازی نے "ہادیِ عالم" نام کی کتاب کے ۱۲۴ صفحات میں غیر منقوطہ حروف سے سیرت نگاری کی تھی۔ وہ اپنی جگہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ لیکن صادق صاحب کا بھی یہ کارنامہ لائقِ صد تحسین و تبریک ہے۔ انھوں نے جگہ جگہ وضاحتی حواشی بھی دیے ہیں جن سے کتاب کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ اور اپنے مشکل کام کو آسان اندازِ بیان کے ساتھ پیش کرکے قارئین کو زیادہ سے زیادہ مستفیض کرنا چاہا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ وہ اس کارِ خیر کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں اور فلاحِ دارین حاصل کریں۔ آمین۔

فقط، احقر غلام مصطفیٰ خاں

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمّد ابوالخیر کشفی

صدر شعبۂ اُردو جامعہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ لکھنا اور اسلامی اقدار و ضابطہ، حیات کی تشریح و توضیح کی کوشش کسی مسلمان ادیب اور شاعر کے لئے معراجِ قلم ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے اُن کی مدح وثنا کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ آج تک جاری ہے۔ ہر وہ زبان جس کے وسیلے سے مسلمان شاعروں نے اپنا اظہار کیا ہے، اپنے دامن میں نعت کی صنف ضرور رکھتی ہے اور اس صنف کی وسعتوں میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح سیرت نگاری ہمارے ادب کی ایک مستقل صنف ہے

اردو شاعری کے دکنی دور ہی سے ہماری زبان سرورِ کائنات و سرورِ دین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے جگمگا رہی ہے۔ مولود نامے، معراج نامے اور نعتیں بہت سے شاعروں نے لکھیں۔ معجزات بھی نظم کیے گئے۔ بعض شاعروں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ کو بھی نظم کیا ہے۔ ہمارا دور خاص طور پر اپنی نعتیہ شاعری کے ذخیرہ پر ناز کرسکتا ہے، کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے۔

جناب ص علی ص (صادق علی انصاری قاسمی بستوی) کی کتاب "داعیٔ اسلام" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اُن سے پہلے حفیظ جالندھری "شاہنامۂ اسلام"

میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی اور عظیم کارناموں کو نظم کر چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا یہ بھی ایک فیضان ہے کہ مثنوی اپنی سات مقررہ بحروں کی آہنی گرفت سے آزاد ہو گئی اور ادائے مطالب کے لئے شاعر کو طویل تر بحروں کو اختیار کرنے کی آزادی نصیب ہو گئی۔ جناب ص علی ص نے بھی اِس آزادی سے فائدہ اٹھایا ہے اور شاہنامۂ اسلام کو اپنے سامنے رکھا ہے۔

دوسری طرف انہوں نے ایک نئی پابندی اپنے لئے اختیار کی۔ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس منظوم سیرت میں صنعت غیر منقوط کی پابندی کی ہے۔ اُن سے پہلے حضرت راغب مرادآبادی غیر منقوط نعتیہ مجموعہ پیش کر چکے ہیں اور مولانا محمد ولی رازی سلمہ اللہ تعالےٰ نے اِسی پابندی کے ساتھ اردو نثر میں حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تحریر کی ہے۔ محمد ولی رازی صاحب کا یہ کارنامہ ص علی ص صاحب کے سامنے رہا ہے بلکہ انھوں نے اسی کتاب کو اپنے سامنے رکھ کر اسے نظم کیا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار اُن کے قلم سے کتاب کے شروع میں ملتا ہے

صنعتِ غیر منقوط کو آپ لزوم مالا یلزم قرار دے سکتے ہیں، لیکن اس سے ایک طرف تو شاعر کی قدرتِ بیان کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کے بہانے وہ سرورِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھنے اور الفاظ و بیان کا انتخاب کرنے میں زیادہ وقت صرف کرتا ہے۔ یوں یہ لفظی التزام دینی افادہ اپنے دامن میں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی پابندیوں سے حُسنِ کلام اور ابلاغ دونوں پر اثر پڑتا ہے، مگر بقولِ غالب : ع رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

جناب ص علی ص نے دیوار میں در پیدا کر ہی لیا اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات کے ذکرِ گرامی کی ضوافگنی و نور پاشی اِس کتاب کو منوّر کر رہی ہے۔ اگر شاعر نے ناموں کے سلسلہ میں اِس صنعت (غیر منقوطہ) کی پابندی نہ کی ہوتی تو

بعض مقامات کی تفہیم قاری کے لئے آسان تر ہوتی اور نظم کی تاریخیت مستحکم تر ہو جاتی۔ اس پابندی کی وجہ سے انہوں نے غزوۂ بدر کو اسلام کا معرکۂ اول لکھا ہے اور غارِ حرا کو کھوہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

اس طویل نظم کے تمام حصوں میں اچھے اور رواں اشعار ملتے ہیں اور یہ بھی صاحبِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے کہ سنگلاخ مقامات سہل ہو گئے ہیں اور پتھروں میں پانی کا سراغ ملتا ہے۔ حمدِ الٰہی کے سلسلہ میں یہ شعر ملاحظہ ہو جو حسنِ تکرار کی بہت اچھی مثال ہے اور ایک لفظ کے تغیّر نے معنویت کا جادو جگایا ہے ؎

اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ سرمدی ہوگا
اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ آگہی ہوگا

اہلِ اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم (ہجرتِ حبشہ) اور "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وداعِ مکّہ کا حکم" میں واقعاتی پہلو سلیقہ سے آ گئے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر سے چلے جانے کا علم مشرکینِ مکہ کو ہوا تو ؎

سحر کو اک صدا آئی کھڑے ہو کس لئے لوگو!
ہوئے راہی رسول اللہ، اک عرصہ ہوا لوگو!

داعیٔ اسلام کا دوسرا حصہ غالباً ابھی شائع نہیں ہوا ہے ویسے حصۂ اول میں مدنی زندگی کے کئی ابواب اور غزوات کا ذکر آ چکا ہے۔ اگر دوسرا حصہ ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے تو امید ہے کہ الرحیم اکیڈمی کراچی بھی اِسے جلد ہی شائع کر دیں گے۔
اللہ سے دعا ہے کہ وہ شاعر کی اِس کاوش اور ناشر کی سعی و کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں اچھے دینی و دنیوی ثمرات عطا فرمائے، آمین۔

سید ابوالخیر کشفی

تقریظ

جناب ڈاکٹر محمود الٰہی صاحب صدر شعبۂ اردو

گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور

مولانا صادق بستوی سے ذاتی واقفیت کا شرف مجھے حاصل ہے، وہ عالم ہیں اور عمل نے ان کے علم کو وقار بخشا ہے، وہ ظاہری شان و شوکت کو خاطر میں نہیں لاتے، وہ سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور یہی سادگی ان کی شخصیت کا جوہر ہے۔

مولانا صادق شعر گوئی سے شغف رکھتے ہیں۔ شعر کے ذریعہ وہ اپنے جذبات و خیالات کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ان کا مجموعۂ کلام حال ہی میں شائع ہوا ہے جسے حسن قبول حاصل ہوا ہے۔ اب ان کی ایک طویل نظم سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت و شخصیت پر "داعی اسلام" کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔

مجھے ہر وہ تحریر اچھی معلوم ہوتی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت کا ذکر ہو، اس طرح جب مولانا صادق بستوی کی 'داعی اسلام'

کے مطالعے کا شرف مجھے حاصل ہوا تو اس نے میرا دامن دل کھینچ لیا۔
شاعری میں صنائع کا استعمال کوئی نئی بات نہیں لیکن ان کا بھرم اسی وقت تک قائم رہتا ہے جب تک یہ "آمد" کے دائرے میں رہیں۔ "آورد" سے صنعتوں کا خون ہو جاتا ہے۔ اردو میں ایسی تحریریں بہت کم ملتی ہیں جو "صنعت تعطیل" کا حق ادا کرتی ہوں صنعت تعطیل اکثر "آورد" کے خانے میں چلی جاتی ہے۔ مولانا صادق بستوی اس فن کے رموز و نکات سے واقف ہیں اور خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے صنعت تعطیل کے وقار میں اضافہ کیا
امید ہے کہ مولانا صادق بستوی کی اس فکری کاوش کو قبول عام ملے گا۔

محمود الہٰی
صدر شعبۂ اردو
گورکھپور یونی ورسٹی
گورکھپور

۲۶ر مارچ ۱۹۸۵ء

تقریظ

جناب نازؔ انصاری صاحب چیف اڈیٹر روزنامہ الجمعۃ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

معرکہ آرا کلام

مذکورہ بالا عنوان سے میں نے صادقؔ بستوی صاحب کی نقل کرنے اور ان کی زیر نظر کتاب " داعی اسلام " پر اظہار خیال کی کوشش کی تھی مگر ولی رازیؔ اور صادقؔ بستوی صاحب کو منہ چڑھانے کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی اور بہ مشکل تمام پانچ چھ سطریں لکھ کر ان دونوں بزرگوں کے تبحر علمی کا اعتراف اور ان کے عشق رسول کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوا تھک ہار کر بیٹھ گیا اور یہ سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ " کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا " میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اول تو ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دوم یہ کہ جس درجہ کا عشق رسول یہ دونوں بزرگ رکھتے ہیں میں اس سے محروم ہوں ورنہ میں ہرگز ہرگز ناکام نہ ہوتا۔

نثر ہو یا نظم بے نقطہ لکھنا بلا شبہ ایک معرکہ آرا کلام ہے اسی مناسبت سے میں نے اسے " معرکہ آرا کلام " کہا ہے۔

نثر میں بھی چند سطور نہیں پوری کتاب لکھنا اور ہر واقعہ اور ہر شخصیت کے حالات جن

میں سے کسی کا بھی نام شاید بے نقطہ نہ ہوگا کما حقہ قلم بند کرنا اب اگرچہ ناممکن تو نہیں لیکن بے حد مشکل تو ضرور ہے، اس کا اندازہ ان چند سطور سے کیجئے، مولانا محمد عثمان نے مولانا ولی رازی کی بے نقطہ کتاب سیرت " ہادی عالم " کے مقدمہ میں لکھا ہے۔

اس (عربی) زبان میں ایک ایک مفہوم کو ادا کرنے کے لئے
بیسیوں الفاظ موجود ہیں اس لئے اس میں غیر منقوط الفاظ کی تلاش
آسان ہے اس کے برعکس اردو زبان اول تو عربی کے مقابلہ میں
یوں بھی بہت تنگ دامن ہے پھر اس کا صرفی ڈھانچہ کچھ ایسا ہے کہ
اس میں نقطوں سے صرف نظر کر لی جائے تو تقریباً چوتھائی صیغوں
سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

نظم کرنا اور وہ بھی ایک خاص صنف اور لہجہ میں جو ابوالاثر حفیظ جالندھری کے "شاہنامہ اسلام" کا اسٹائل ہو یقیناً معرکہ آرا ہی نہیں تاریخی کام ہے جو نہ اردو زبان و ادب میں گراں قدر اضافہ ہے بلکہ دنیا کی ناموری سے زیادہ توشۂ آخرت اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت اور دربار رسالت میں باریابی شرف کا موجب بھی ہوگا انشاء اللہ۔

نعت گوئی اصناف شاعری میں سب سے مشکل ہے اس لئے کہ نعت کہنے والا ایک ایسے "پل صراط" سے گزرتا ہے جس کو تنبیہ کی گئی ہے۔

ع با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

نعت اس ذات اقدس کی شان میں ہوتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ " قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

جس پر خالق کائنات و ملائکہ درود و سلام بھیجتے ہیں اس کی تعریف و توصیف

کرتے ہیں اور جو وجہ تخلیق دو عالم ہے اس کی جتنی چاہے تعریف و توصیف کیجیے مگر حد ادب مقرر ہے، عشق رسول اور جذبۂ ایمانی سے سرشار ہو کر آپ نعت گوئی کے لئے قلم اٹھائیں تو آپ دیوانہ وار قلم برداشتہ نہیں لکھیں گے، آپ اس مقام تک جا سکتے ہیں جو کفر و اسلام اور شرک و توحید کی سرحد ہے۔ اس لئے نعت گو شاعر پر اوزان و بحور ہی کی پابندیاں ہی عائد نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عائد کردہ پابندیاں لگی ہیں، ان میں صادق صاحب نے تیسری پابندی اور شامل کر لی ہے کہ انہوں نے صنعت غیر منقوط اختیار کی۔

مختصر یہ کہ صادق صاحب کی یہ کتاب " داعی اسلام " کئی ایک ایسے اوصاف کا مجموعہ ہے جنہوں نے اردو ادب کو ایک گنج گرانمایہ عطا کیا ہے۔

خدا کرے ان کی یہ کتاب قبولیت عامہ کی سند حاصل کرے۔ آمین

ناز انصاری
اڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دہلی

قطعۂ تاریخ

جناب حافظ رشید الرحمن صاحب رشید بستوی ادارہ دار المعارف لہرولی بستی

نہ مالک پر نہ مولا پر نہ ہے اللہ پر نقطہ
عطا ورحم خالی، خالی ہے اکرام نقطے سے
رسول اللہ، ہادی، داعی عالم، محمد بھی
اِدھر حماد، احمد خالی ہیں سب نام نقطے سے
نہیں کوئی ابھی تک رکھ سکا اسلام پر نقطہ
تو پھر عاری نہ ہو کیوں داعی اسلام نقطے سے
کلام اردو، ارد و دونوں ہی نقطوں سے عاری ہیں
مگر اردو کا دنیا میں ہوا ہر کام نقطے سے
یہ بے نقطے کا مشکل کار ہے اک کار الہامی
مقدر سے ہے خالی کلمۂ الہام نقطے سے
ترا احسان ہے دنیائے ادب و شعر پر صادق
رہے مانوس دونوں آج تک ہر گام نقطے سے
اسی باعث رشید اردو ادب میں اک اضافہ ہے
معرّیٰ تیری جید داعی اسلام نقطے سے

۱۴۰۴ھ

محرّر در حصہ محرِّر محصور

درمرحلۂ اوّل	دس سو	درمرحلۂ دوم	دس سو
سالِ صدور			سُولہ کم سَو و اِک
مُحرِّر			داعیِ اسلام
مُحرَّر			ص علی ص
لکھائی			اَسرار احمد ؒ
سلسلے			
دام			سی
صادر			ص علی ص

کمال دارالرسائل لہرولی۔ ہٹوا۔ دودھارا

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۷ اعظم نگر پوسٹ آفس لیاقت آباد، کراچی ۱۹

ﻪ اشرف بستوی۔ شیخ پور۔ گڑرہا۔ مہنداول۔ ضلع بستی۔ یوپی ۲۷۲۱۷۱

اللہ کے اسم سے

مرحوم والد مکرم ـــــــ کے

والد مرحوم ہی کی مسلسل سعی اور سراسر آمادگی سے اس دکھی، گرداگرد آلام سے محصور اور مالی آسودگی سے محروم مرد کو حصول علم کا محل و مورد ملا اور مسلسل ٹھوکروں کو سہہ کر اکمال علم کر سکا اور آگے کی اُور رواں دواں ہے۔

اور اس گھڑی اس عاصی کو کلام معرّا ئے اردو سے مرصع داعی اسلام کے احوال کی محرری کے اہم داعلی کام کے لئے مساعی کا اطہر حصہ عطا ہوا۔

اللہ اس اطہر سعی کو دوام عطا کرے اور والد مرحوم کو دارالسلام (اللہ اسی طرح کرے)

حسن علی حسن

لہرولی ہٹوا دودھارا

احوال کی مکمل لسٹ

اعداد	احوال	سلسلہ
۳	کلام اول	۴۴
۴	حمد اللہ	۴۷
۵	داعی اسلام کو سلام	۴۸
اول دور	**داعی اسلام کے اول احوال**	
۶	ماحول مکہ	۴۹
۷	رسول کے گھر کا ماحول	۵۰
۸	داعی اسلام کے دادا	۵۰
۹	اک حاکم حاسد کا حملہ	۵۲
۱۰	مولود مسعود	۵۴
۱۱	ہادی اسلام کے گرامی اسماء	۵۶
۱۲	داعی اسلام کی دائی ماں	۵۷
۱۳	ملائک دودھ دے آئے	۵۹
۱۴	ماں کے سائے سے محرومی	۶۱
۱۵	داعی کے دادا کی مرگ دکھ دائی	۶۲
۱۶	عم رسول کے احوال کم مالی	۶۳
۱۷	اطلاع وحی رسول کے اک عالم کی	۶۶
۱۸	داعی اسلام کی عروس مکرمہ	۶۸
۱۹	داعی اسلام کی اولاد کرام	۶۹
۲۰	ہادی اکرم اہل مکہ کے حکم	۷۱
۲۱	حرا کی کھوہ کی معموری	۷۳
۲۲	اک عالم موحد سے مکالمہ	۷۴
دوسرا دور	**داعی اسلام کا مکی دور**	
۲۳	وحی اول کی آمد	۷۶
۲۴	اولاً اسلام کا اکرام کس کو ملا	۷۸
۲۵	ہادی اکرم کا دور الم	۷۹
۲۶	امر اسلام کھلم کھلا	۸۱

اعداد	احوال	سلسلہ	اعداد	احوال	سلسلہ
۲۷	اہل اسلام کا دور آلام	۸۳	۴۶	اہل اسلام کو وداع مکہ کا حکم	۱۱۵
۲۸	احوال اک ملوکہ صالحہ کے	۸۴	۴۷	کارروائی مکہ کے ساہوکاروں کی	۱۱۷
۲۹	عم داعی کا سلوک ہمدردی	۸۵	۴۸	رسول اللہ کو وداع مکہ کا حکم	۱۱۸
۳۰	عم رسول سے اہل مکہ کا مکالمہ	۸۶	۴۹	گئے کہسار کی گھاٹی	۱۲۰
۳۱	موسم احرام کا وہ سال	۸۸	۵۰	گھاٹی سے وداعی	۱۲۲
۳۲	ہلاکی رسول کے لئے سعی عمرو	۹۳	۵۱	معاملہ ولد مالک گھوڑسوار کا	۱۲۳
۳۳	مکالمہ کاہل اک سردار کے واسطے	۹۱	۵۲	معاملہ سرائے کی رہوم کا	۱۲۴
۳۴	ماہ کامل کے دو ٹکڑے	۹۲	۵۳	اک صدائے لامعلوم	۱۲۷
۳۵	رحلۂ اہل اسلام	۹۴	۵۴	اسلمی سہمی کا اسلام	۱۲۸
۳۶	عمر اسلام لے آئے	۹۹	۵۵		
۳۷	ناٹ الگ کردو	۱۰۰		**اعلائے اسلام کا دور**	دور سوم
۳۸	ماہر کلام دوسی کا اسلام	۱۰۲			
۳۹	صدموں کا سال	۱۰۳	۵۵	رسول اللہ کی اولاد طہر کے گاؤں	۱۳۰
۴۰	داعی اسلام سے کہسار طہر کا سلوک	۱۰۶	۵۶	اللہ کے گھر کی معماری	۱۳۲
۴۱	احوال اسرار	۱۰۷	۵۷	سلسلۂ سال اسلامی	۱۳۳
۴۲	اسرار رسول کے دلائل مطالعہ	۱۰۹	۵۸	ورود رسول در معمورۂ رسول	۱۳۴
۴۳	اسلام وادی احد کے لوگوں کا	۱۱۱	۵۹	دار اللہ ودرحرم رسول کی معماری	۱۳۶
۴۴	مصر احد کے مددگاروں کا عہد اول	۱۱۲	۶۰	معمورۂ رسول کے گروہ	۱۳۷
۴۵	مصر احد کے مددگاروں کا عہد دوم	۱۱۴	۶۱	ہمدموں سے مددگاروں کا سلوک ہمدردی	۱۳۸

اعداد	احوال	سلسلہ
۶۲	معاہدۂ معمورۂ رسول	۱۴۰
۶۳	مکاروں کا گروہ	۱۴۲
۶۴	روگاہ محول دارالمطہر سے	۱۴۳
۶۵	دارالحرم	
۶۶	اسارہ والے	۱۴۴
۶۷	اک ماہ کے صوم کا حکم	۱۴۵
۶۸	کارروائی ولد سلول مکار کی	۱۴۶
	اعلائے اسلام کا دور	
۶۹	اسلامی معرکے	۱۴۸
۷۰	مہم اور معرکے کی اصطلاح	۱۵۰
۷۱	اول مہم مہم اسداللہ	۱۵۰
۷۲	دوسری مہم اسلام کا اول سہام	۱۵۱
۷۳	اک اور مہم حصول مال کا اول	۱۵۲
۷۴	اسلامی مرحلہ	
۷۵	اسلام کا معرکۂ اول	۱۵۳
۷۶	گمراہوں کا کارواں	۱۵۴
۷۷	ہمدموں اور مددگاروں کی	۱۵۸
۷۸	حوصلہ وری	

کلامِ اوّل

وَلی کی "ہادیِ عالم" ملی اک علم والے سے[1]
ملا اک حوصلہ دل کو محرّر کے مطالعے سے
ملا اک حوصلہ دل کو، مَلمّع کردوں مصرعوں سے
معرّیٰ اس رسالے کو مُرصّع کردوں مصرعوں سے
مسلسل اس کی سطروں کو کلام مصرّع ور کرلوں[2]
اسے سُر گم کا دے کر راگ ہر راہی کا دل ہر لوں
رہا احساس کم علمی کا گو اس کام کے آگے
ہوا آمادہ دل اللہ کے اکرام کے آگے

---

[1] برادرِ مکرم جناب مولانا عبدالرب صاحب صدر مدرس مدرسہ وصیۃ العلوم کنرجا ضلع بستی [2] کلام مصرع ور یعنی کلام منظوم۔ "مصرعوں" اور "مطالعہ" کا عین لکھنے میں آئے گا پڑھنے میں نہیں۔ جیسے خوداور خویش کا واد ہے۔
لفظوں کے آخر میں "ی ے" پر نقطوں کا استعمال بے معنی ہے جیسے "یے کی یا پر لوگ نقطہ لگا دیتے ہیں حالاں کہ "سے، کے، کی" وغیرہ الفاظ پر نقطہ نہیں لگاتے، الفاظ کے درمیان "یا"، "یا" وغیرہ کا شوشہ یکساں ہوتا ہے اس لئے ہر ایک کے اظہار کے لئے نقطہ لگایا جاتا ہے، اسی طرح نون غنہ کا حکم "ن" سے جدا اور الگ ہے یعنی نون غنہ نون نہیں ہے۔ صادق

مرصّع مصرعوں سے، احوالِ ہادی کی کلاکاری
اساس سعی لاحاصل کی ہے، دراصل معماری
سہارے سے ہے مگر اللہ کے ہر کام مسلم کا
کرم اللہ کا اک حلِّ محکم ہے، مسآلم کا
ارادے کو اگر محکم ہے، مالک دے گا آگاہی
مراحل رہ کے طے کر لے گا، اگر ہے حوصلہ راہی
لگا راہِ گراں سے ہوں کرم کے ہی سہارے سے
اساس اسکی ہے رکھی ٹھوس و محکم راڈو گارے سے
مرصّع مصرعوں سے مسطور ہوں احوال ہادی کے
مرصّع مصرعوں سے معمور ہوں احوال ہادی کے
مکمل سعی ہے، سارا کلام اک راس ہو سادہ
ہر اک اہلِ مطالعہ اس کا ہو دل دار و دل دادہ
مکمل سعی ہے مصرعے رواں ہوں سہل ہوں سارے
کلاموں کے دگر مصرعوں کو ہر اک مصرع للکارے
مکمل سعی ہے، مصرعوں کے کلمے کارآمد ہوں
مکمل سعی ہے، آورد سے ہٹ کر وہ آمد ہوں
لکھا دوطے ہے اگر مصرعوں سے عاری سہل ہے لوگو[لہ]

[لہ] مسلسل سطروں سے مراد اردو نثر کو لیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ غیر منقوط اردو نثر سے اردو نظم مشکل تر ہے اہل علم اور اہل فن اس کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔ صادق

اگر ہو سعی کامل، کوئی اس کا اہل ہے لوگو
مگر مصرعوں کی حامل عشر کی اک عام گھائی ہے
وہ مولا کی مسلسل حامل اکرام گھائی ہے
کرم کا، رحم کا، اس کی عطا کا، کل سہارا ہے
مدد اللہ کی گر ہے، مکمل کام سارا ہے
علو حاصل ولی کو ہے معریٰ کارِ اردو کا
ملا اس عاصی کو حصہ معلّٰی کارِ اردو کا
مرصع مصرعوں کا کارا ہم اک کارِ اعلیٰ ہے
مجرّز کے گلے اک سعیِ لاحاصل کی مالا ہے
ملا "ہادیِ عالم" سے مگر اک حوصلہ ہم کو
ملا "ہادیِ عالم" سے مکمل ولولہ ہم کو
دعاگو ہوں ولی کے واسطے ہر گاہ، ہر لمحہ
سہارے کام ہے اللہ کے، ہر گاہ، ہر لمحہ
عطا اللہ کر دے، ہے دعا امداد الہامی
مکمل کر دے اس کم علم کا احساس اسلامی
رسالے کو مرے مولا، عمومِ سرمدی دے دے
اسے کم علم ہے، مولا علوم و آگہی دے دے

ص، علی، ص
لہرولی ۔ ہٹوا ۔ دودھارا

حمدِ الٰہ

ملا اللہ کے رحم و کرم سے حوصلہ ہم کو
ملا اس کی عطا سے عمر کا اظہر صلہ ہم کو

اُسی کے رحم سے مَعمُور ہے مَعمُورۂ عالم
اُسی کے رحم سے مَسرُور ہے مَعمُورۂ عالم

اُسی کے رحم سے مَعمُور ہے ہر کام عالم کا
اُسی کے رحم سے مَعمُور ہے ہر کام آدم کا

اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ سرمدی ہوگا
اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ آگہی ہوگا

اُسی کے رحم سے اِکمال ہوگا اِس رسالے کا
اُسی کے رحم سے اِتمام ہوگا اِس رسالے کا

اُسی کے رحم سے ہوگا کمالِ عمدگی حاصل
اُسی کے رحم سے ہوگا کمالِ سادگی حاصل

اسی اللہ کے رحم و کرم کا اک سہارا ہے
وہی اللہ واحد، مالک و مولا ہمارا ہے

دعا ہے، رحم کر مولا اِسے احساس اظہر دے
کہ اس عاصی کو آگاہ کمالِ آگہی کر دے

ص، علی، ص

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کی عمرِ اوّل کے سارے احوال

دَورِ اوّل

دَاعیٔ اِسلام کو سَلام

سلام اس کو کہ اس کا ہر عمل وحیِ الٰہی ہے
سلام اس کو کہ اس کا کلمہ گو ہر مور و ماہی ہے
سلام اس کو کہ اسرارِ الٰہی آسرا اس کا
سلام اس کو مُکارہؔ سے رہائی مُدّعا اس کا
سلام اس کو رہا اس کا مُعلّم داورِ عالم
سلام اس کو علومِ وَحی اس کا مدرسہ ہم دم
رہا رحم وکرم اور صلۂ رحمی دارودرا اس کا
علوم وآگہی کی درس گاہِ عام گھر اس کا
سلام اس کو کہ اس کا عدل کرسی، درسِ الٰہی
سلام اس کو کہ اس کا اسم اک وردِ سحرگاہی
سلام اس کو کہ محکومِ عمل ہر دہر دمہ اس کا
علومِ وَحی کا اوّل رہا گھر درس گہہ اس کا
سلام اس کو کہ اک اُمّی مگر اک ہادیِ کامل
مُطہّر اور طاہر، اک رسول، اک حاکمِ عادل

ؔ مکارہ مکردہ کی جمع ہے (برائیاں)

سلام اس کو کہ وہ اک مُصلحؔ و ماوائے عالم ہے
سلام اس کو کہ وہ علم و حِکَم کا کوہِ محکم ہے
سلام اس کو کہ معمارِ[1] حرم کی وہ دعا ٹھہرا
دعاؤں کا وہ عالم کی مسلسل مُدّعا ٹھہرا
سلام اس کو کہ اس کا اسم احمدؔ وحی سے آئے
سلام اس کو کہ "روح[2] اللہ" اس کی اطلاع لائے
رہا آکر ہی وہ موعود لحاِ اسمِ احمدؔ سے
ہوئی معمور، ہاں، مکّہ کی وادی اُس کی آمد سے

ماحولِ مکّہ

رہے مکّہ کے سارے لوگ سالوں سے عدو ہو کر
رہے وہ معرکہ آرا لڑائی کے گرُو ہو کر
رہے مملوک مٹی کے گڑھے سارے الٰہوں کے
رہے راہی وہ ہٹ دھرمی و گمراہی کی راہوں کے
رہی معمول واں لوگوں کا لاعلمی و مکّاری
حسد، دھوکہ دہی، اس دَم رہی لوگوں کی سرداری
رہا اک دوسرے کے واسطے وہ دَور دُکھ دائی

---

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام [2] حضرت جبرئیل علیہ السلام

رہا اک دوسرے سے وہ لڑائی کیلئے ساعی
رہا ہر گام وہ مسرور محروموں کی آہوں سے
رہا ہر گاہ کوسوں دور ہمدردی کی راہوں سے
اکھاڑہ ہی رہا اعدا اگری کا عام گھر اس کا
لڑائی در لڑائی سے رہا حال دگر اس کا

رسول اللہؐ کے گھر کا ماحول

مگر ہادیٔ اکرم کے رہے سردار گھر والے
حرم کے دادرس، دکھ درد، دل دادہ ورکھوالے
رہا ہمدردی و سادہ دلی کا گھر کا گھر حامل
رہا کرم و عطا ہر آدمی کا کام اتحا صل
مکابرہ سے عموماً دور گھر والے رہے سارے
لئے آرام و سکھ لوٹے وہاں آکر لٹے، ہارے
رہے کرم و عطا و حلم سے سالار مکہ کے
رسول اللہ کے گھر والے رہے سردار مکہ کے

داعیٔ اسلام کے دادا

اُدھر مولود احمدؐ سے ملے اسرار نکتہ کے

رسول اللہؐ کے دادا[۱] کو، ہاں، سردار مکہ کے
دادا کو اوّل اِطلاع مائے[۲] مطہر کی
رہی مسدود صدہا سال سے ہر راہ اس دَر کی
ہے محروم اس سے دوسرے مکہ کے "ہم"[۳] والے
رہے محروم اَسرارِ الٰہی[۴] سے وہ "دَم" والے
ہادیؐ اکرم ہی کے دادا کی مساعی کا
عمل سارا مطہر ماء کے گڑھے کی کھدائی کا
لوک عمدہ رہے ہر طور سے ہادی کے دادا کے
رہے مداح سارے لوگ اس کردار سادہ کے
سالوں اُدھر ہی آمدِ ہادیِ اطہر سے
ملا مکہ کے لوگوں کو سدا آرام اس گھر سے
وں سے مسلسل اہلِ مکہ کو لگا ہوگا
کوئی امر اہم اِس گھر کے لوگوں کو عطا ہوگا
ے مداح صدہا لوگ گرداگرد کے سارے
رسول اللہؐ کے گھر کی عطا و رحم کے بارے

۱ حضرت عبدالمطلب ۲ ماءِ زمزم ۳ "ہم والے" وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی عظمت و ثروت پر ناز تھا۔ ۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل کے اسرار آں حضور کے دادا کو ملے مثلاً "چاہ زمزم کے بارے میں خواب دیکھا کہ اسے کھودو وہ حاجیوں کو سیراب کرے گا اور وہ اس جگہ ہے لال چونچ والا کوا کرید تا رہتا ہے (طبقات ابن سعد) صادِق

عطاؤں سے مسلسل، راہِ کل ہموار کر ڈالی
رہی ہر رائے دادا کی رسول اللہؐ کے عالی

رہا معلوم کس کو اس مکرم گھر سے اُٹھے گا
علومِ وحی کا دُرِّ کرم اس در سے اُٹھے گا

رہا معلوم کس کو آ کے دمکا دے گا وادی کو
رہا معلوم کس کو آ کے مہکا دے گا وادی کو

دعاؤں سے وہ عالم کی، رہا مسعود سال آ کر
دلِ عالم کو گرما دے، رہا اُس کا مآل آ کر

اک حاکم حاسد کا حملہ

رسول اللہؐ کی آمد کے سال اک حاکمِ حاسد[1]
ہوا راہی حرم کی ڈور لے کر عسکرِ واحد

ارادے سے حرم کو ڈھا کے وہ مسمار کر ڈالے
کہ محرومِ حرم مکہ کو وہ مکار کر ڈالے

حسد مردود کو طاری ہوا اللہ کے گھر سے
رہی ہے ڈھال گہوارۂ اکرام و اطہر

[1] ابرہہ جس نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی

ہوئی اک صومعہ کی حکم سے حاکم کے معماری
لگی مکروہ لوگوں کے دلوں کو اس کی مکاری
ہوا اس حکم سے کوئے حرم کا کوئی دل دادہ
کسی امر مکارہ کے لئے مغمور و آمادہ
رسائی کر کے حاصل سعی کو حاکم کی للکارا
ہوا آلودہ کوڑا و کرکٹ صومعہ سارا
حسد کی آگ سے وہ مطلع ہو کر دہک اٹھا
ارادے سے کڑے حملے کے، وہ لے کر کمک اٹھا
رکا اک مرحلہ حرم محترم کے ادھر آ کر
کہا اموال[1] کل لے لو دل عسکر کو گرما کر
ہے ماٌمور حاکم کے دم کس کو کہ دم مارے
کئی اموال مکہ کے اڑا کر لے گئے سارے
ہوا معلوم حال اس امر کا ہادی کے دادا کو
گئے حاکم کی مورد گاہ لے کر اس ارادہ کو
کہ ہم کو مال کل لوٹے ہوئے لا کر کے لوٹا دو
ہمارا مال ہے سارے کا سارا ہم کو دلوا دو

، ہوں، مطلع، سردار، صالح، حوصلہ ور ہے

[1] اموال سے مراد یہاں وہ اونٹ ہیں جن کو اس نے پکڑوا لیا تھا اور وہ اونٹ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب سردار مکہ کے تھے۔ صادق

ہوا معلوم وہ حرص و ہوا کا، آہ، مصدر ہے
رہی ہے آس ہم کو، مدعا اس کا حرم ہوگا
وہ صالح ہے کہاں اموال کا اس کو الم ہوگا
کہا، اے حاکم وارد حرم اللہ کا گھر ہے
وہی حامی حرم کا، حاکم اعلیٰ سراسر ہے
ہے وعدہ اسکا، اعداء کو وہ اُس سے دُور رکھے گا
حرم اللہ کا گھر ہے اُسے معمور رکھے گا
رسول اللہ کے دادا سوئے کوہ حرا آئے
دعا مولا سے کی رو کر کہ وہ کوئی مدد لائے
ہوا حکم الٰہی طائروں کے دل کو ہل سارے
کہ مٹی کے ڈلوں سے، وہ مسلح دل کو آ مارے
مآل کار معمولی ڈلے گولی کے کام آئے
ہوئے ہوا، حسد کی آگ سے کُل سڑ گئے ہا
رسولُ اللہ کی آمد سے اُدھر کا دور الحاصل ،
عموماً ہی رہا اس طرح کے احوال کا حامل

مولود مسعود

ہوئے والد اُدھر ہادی کی آمد سے عدم راہی
رہا رحم و کرم اللہ کا اک ماں کا ہمراہ

سحرؔ ہے سوم کی لے ماہ سوئم، ماہ کی دس دو
ہوئی ہادیٔ کل کی آمد مسعود اے لوگو
ماآل کار، لوگو! آرہا مسعود وہ لمحہ
ہری ہو گود ماں کی، آرہا محمود وہ لمحہ
ملا ہے عہدۂ "لولاک" اُس ولد مکرّم کو
ملا لوٹے دلوں کا اک سہارا اہلِ عالم کو
سحر ہو کر رہی اس طرح عالم کی مُرادوں کی
کلی کھل کر رہی محروم لوگوں کے ارادوں کی
کھلی دِل کی کلی، گمراہ لوگوں کو ملا داعی
ملا محروم کو والی، ملا گلّے کو اک راعی
ہوئی سرد آگ دہکی، ٹ رودِ ساوہ رک گیا اُس دَم
محل کسریٰ کا مولودِ مُطہّر سے گرا دھم دھم
دعاؤں کا وہ معمارِ حرم کی مُدّعا محکم
ہوا ہر درد کا درماں، ہمارا ہادیٔ اکرمؐ

لے دوشنبہ کی صبح سال کا تیسرا مہینہ یعنی ربیع الاول کی ۱۲ر تاریخ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ٹ ملک فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار سال تک جلتی رہی بجھ گئی اور فارس ہی کا ایک دریا "بحرساوہ" خشک ہوگیا اور ایران کے شاہ کسریٰ کے محل میں اسی وقت زلزلہ آیا اور محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ (سیرت خاتم الانبیاء)

صادق

ہادئ اسلام کے گرامی اسماء

حمل کے مرحلے سے ہی رہا اکرام احمدؐ کا
ہوا اُمِّ رسول اللہؐ کو الہام[1] احمدؐ کا

ہوا معلوم "رُوحُ اللہؑ" سے احمدؐ کی آمد ہے
ہوا معلوم ہادی سے مرا ہی اسم احمدؐ ہے

کہ احمدؐ[2] ہوں، رسول ملحمہ ہوں اور ماحیؐ ہوں
محمدؐ ہوں، رسول اللہؐ اسرارِ الٰہی ہوں

لکھا ہے داورِ عالم کا رکھا اسم احمدؐ ہے
رکھا دادا[3] کا مروی ہے کہ وہ اسم محمدؐ ہے

لگا اسم محمدؐ[4]، اسم اطہر اور لوگوں کو
ملا اسم گرامی اس طرح سے اور لڑکوں کو

---

[1] حضرت جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ مکرمہ کو دورِ حمل میں الہام ہوا کہ پیدائش کے بعد اس بچے کا نام احمد رکھنا۔ [2] حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں، ماحی ہوں، احمد ہوں، رسول ملحمہ ہوں (طبقات ابن سعد) [3] دوسرے بہت سے علماء سے منقول ہے کہ محمد رسول اللہ کا رکھا ہوا نام ہے۔ [4] اہل علم کی رائے ہے کہ اس دور کے اہل علم سے معلوم ہوا کہ مکہ کی وادی میں ایک رسول آئے گا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

داعیٔ اسلام کی دائی ماں

رہا اس رسم کا مکہ کا ہر سردار دِل دادہ
ملے مولود کو سادی ہَوا، ماحول اک سادہ

حوالے ہو وہ دائی کے رہا اس کا ہر اک حال
ہو لطفِ ہو کسی دائی کی گود اس ماہ کو حاصل

لکھا ہے، سعد[1] کا اک کارواں وارد ہوا آکر
حوالے کر دے اُس کے ہر کوئی مولود کو لاکر

وَلَد مکہ کے سرداروں کے اُس کو مل گئے سارے
مگر دائی رہی اک سعد کی محروم لڑکے سے

(بقیہ صفحہ ۵۳ کا) جس کا نام محمد ہوگا تو لوگوں نے بہت سے لڑکوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا۔ (ابن سعد)

[1] قبیلۂ بنو سعد کی عورتیں شیرخوار بچوں کو لینے کے لئے مکہ آئیں انہیں سرداروں کے بچے مل گئے لیکن دائی حلیمہ کو کوئی بچہ سرداروں کا نہیں ملا کہ اس سے کچھ یافت ہو سکے۔ اولاً آپؐ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے اس کے بعد ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے دودھ پلایا اس کے بعد یہ دولتِ خداداد حضرت حلیمہ سعدیہ کو نصیب ہوئی۔

(سیرت مغلطائی)

صادق

ہراساں ہو کے دَر دَر کی گدائی سے وہی دائی
وُلد کا آسرا لے کر، رسول اللہؐ کے گھر وہ شکھی آئی
ہوا معلوم اُس کو گھر رسول اللہؐ کے آنے سے
کہ اس گھر کا وُلد محروم ہے والد کے سائے سے
معاً دائی اٹھی کہ رائے سے بے مُردے آ کر
کہا دے گی کہاں سے مال اُس لڑکے کی ماں لاکر
ہوئے ہم را ئے ہر دو کس لئے اِس کا اَلَم کھاؤ
رہے محروم ہم آ کر، اُسی لڑکے کو لے آؤ
ہوا گھر کے لئے لڑکوں کو لے کر کارواں راہی
اُسی لڑکے کو لے کر کارواں کے ہو لو ہمراہی
اٹھی دائی، کہا اُمّ رسول اللہؐ سے آ کر
کہ اے مَولُود کی ماں ہم کو دو مَولود کو لا کر
کھُلی سادہ ہَوا کے واسطے اک گاؤں کی ہمدَم
حوالے ہو کے دائی کے رہے سرکارِ دو عالم
حوالے کر کے ماں اس ماہِ کامل کو، دُکھی ہو کر
دعا گو ہے، مرے مَولا! رہے لڑکا سُکھی ہو کر
اِدھر لوٹی وہ دائی ماں، دُرِ اطوار کو لے کر
رسولِ ہر دو عالم، حامِلِ اسرار کو لے کر
اسی دائی سے مَروی ہے، ہوئے ہم گاؤں سے راہی
سواری آئی رُک رُک کر، گئے آگے کو ہمراہی

مگر مولود کو لے کر ادھر سے لوٹ کر آئے
سواری ہو گئی اُس دم ہَوا، مسرور گھر آئے
سوا مسرور گھر لوٹے وہ دائی ماں کے ہمراہی
مگر معلوم کر کے حال گھر کا گھبرا ہوا داہی
ہوا معمورۂ رحم و کرم اس گاؤں کا گھر گھر
ہوا محسوس لوگوں کو وَلَد ہے اَسعد و اَطہر

ملائک دو عدد آئے

گئے دُور اک سحر اُس گاؤں والے گھر سے دائی کے
مگر دائی کا اک لڑکا رہا ہمراہ دائی کے
وہاں اللہ کے مُرسَل ملائک دو عدد آئے
لِٹا کر صدر اطہر سے کوئی ٹکڑا اُٹھا لائے
کوئی کالا سا حِصّہ دور ڈالا صدر سے لاکر
وہ ہمراہی ڈرا، دی اطلاع دائی کو گھر آکر
وہاں دوڑی گئی اور ہادی اکرم کو لے آئی
ملال اس کو ہوا اِس امر سے اور ڈر گئی دائی
ڈری اس طرح کہ راہی ہوئی مکّہ کی وادی کو
کہا! صدمہ کا ڈر ہے اِس لئے لائی ہوں ہادی کو

ہوئی معلوم رُوداد ملائک ماں کو دائی سے
کہ لڑکے کو رکھو دُور اک سال اور مائی سے
رہے اک سال گھر دائی کے حکم کی رو سے
رہا مل کر عُلوُ دائی کے گھر سے گھر کو دادا کے
ملا دودھ اس طرح دائی کا اُس عالَم کے ہادی کو
مکمل رائے سے ماں کی مسلسل سال دو اور دو
الگ ہو کر وہ دائی ماں سے آئے لے کے دل سادہ
رہا اُس گاؤں کا ہر آدمی ہادی کا دل دادہ
اُسامہ سے ہے مروی وحی اوّل کے اُدھر دائی
رسول اللہ، محروموں کے والی سے ملی، آئی
عروس رحمدل کی رائے سے ماں کو اوائی دی
سواری اک لدے اموال کی دیکر وداعی دی
وہ دائی ماں! اُٹھے اکرام کو اس کے مرے ہادی
وہ دائی ماں رواس کے لئے لاکر کے ڈلوادی
رہی داعی کی ہمدردی سدا دائی کے اس گھر سے
رہا اک سلسلہ دکھ درد کے درماں کا دَر دَر سے

لہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ماں کے سائے سے محرومی

ہوئی عمرِ رسول اللہؐ دو کم آٹھ سال آ کر
ملا دے، ماں کو کھٹکا، اہل گھر سے، گھر اُسے لا کر
ہوئی راہی اُحُد کی دُور، گھر والوں کے ہمرہ آئی[1]
ملے گھر والوں سے ہادیؐ، ملی گھر والوں سے مائی
وہاں اک ماہ رہ کر گھر کے ہمرہ ماہ لوٹ آئے
کہ ماں کے دل کے ٹکڑے، ماں کے وہ ہمراہ لوٹ آئے
مگر اک مرحلہ[2] مکہ کے آگے رک گئے ہر دو
بلا مولا کا حکم راہیِ ملکِ عدم ماں کو
وہی ہے مرحلہ، آئی گئی اک گھر کی رہ ماں کی
وہی ہے مرحلہ اک ''دائمی آرام گہہ ماں کی''
اُدھر والد بڑھے آگے رسول اللہؐ کے آنے سے
اِدھر محروم کم عمری سے ہادیؐ ماں کے سائے سے
سہارا مادّی ٹوٹا ہر اک سردارِ عالی کا
سہارا گھر ہوا دادا کا اِس معصوم سالی کا

---

[1] یثرب (مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم   [2] مقام ابواء

مرے ہادی کے اوّل ہی سے دِل دادۂ ہے دادا
سَدا آرام و سُکھ کے واسطے سَاعی و آمادہ

داعی کے دادا کی مرگ دکھ دائی

مرے ہادی رہے دادا کے گھر ہر مرحلہ سُکھ سے
مُساعی سے رہے وہ دُور دادا کی ہر اک دُکھ سے
ہوا امرِ الٰہی واسطے اللہ ہو اُس کے
سہارا مادّی لُوٹے، وہی ہمراہ ہو اُس کے
ہوا آکر کھڑا وہ لمحۂ موعُود دادا کا
ہوا امرِ الٰہی آہ، دادا کے اعادہ کا
علی کے والد و عمِ رسول اللہ کو دادا
ہوئے واصی رہو ہر گام اِس لڑکے کے دلدادہ
مدد اِس کی کرو، آرام و سُکھ اِس کو دوامی دو
سگی اولاد کا دو حوصلہ وَلَدِ گرامی کو
رہی کُل عُمر اسّی اور دو ہادی کے دادا کی
گئی مُلکِ عدم کو رُوح اڑ کر مردِ سادہ کی

ط حضرت ابوطالب

رسولُ اللہ کو گھر عمِّ رسول اللہؐ لے آئے
سگی اولاد کہہ کر ڈٹ کے اعدا سے وہ ٹکرائے
ہوئی احوال سے عمِّ رسول اللہؐ کو آگاہی
کہ اس لڑکے کا ہے اللہ ہر ہر گام ہم راہی
اہم کاموں کو سارے کر کے ہادی کے حوالے سے
رہے وہ کامگار احساس کے اِس ٹھوس آلے سے

عم رسول کے احوال کم مالی

ہوا محروم مکہ اس طرح دادا کے سائے سے
ہوئے سردار، عمِّ داعیِ اسلام، مکہ کے
رہے محروم وہ آسودگی سے اُس گھڑی مالی
مگر عمِّ رسول اللہؐ مکہ کے ہوئے ... والی
ہوئے وہ مال لے کر دوسرے امصار کو راہی
ہوئے مالی کسی اک کارواں کے آکے ہم راہی
مگر دُوری کہاں عمِّ محمدؐ کو گوارہ ہے
"محمدؐ" علم ہے، سارے سہاروں کا سہارا ہے
ہوئے اِس واسطے کر کے رسولُ اللہ کو ہمراہی
رسولوں کی سدا آرامگہ کی دُور وہ راہی

[1] ملک شام

رُکا وہ کارواں اُس راہ کے اک مرحلہ[1] آ کر
وہاں اک عالمِ وحی[2] رسول اُس سے ملا آ کر
کہا: ہم راہ کوئی کارواں کے مرد ہے صالح؟
کہ محروموں کا حامی، حاملِ دُکھ درد ہے صالح
ہوا اک لمحہ وہ رُک کر رسول اللہؐ کے آگے
کہا! لڑکے کا والد ہے کہاں؟ کوئی اُسے لادے
ہوا معلوم لڑکے کا وَلی وہ عمِّ مرسَل ہے
وہی اس کا سہارا، حامی و ہمدردِ اکمل ہے
ہوا معلوم لڑ کا سارے عالَم سے عُلو ہوگا
وہاں لڑکے کا حاسد ہو کے اسرائیل عدو ہوگا
ارادے سے رُکو اس ملک کے لڑکے کو لوٹاؤ
الگ ہو کارواں سے اور ہم راہوں کو ٹرکاؤ
کلامِ عالمِ اسرار سے اُس عمِّ ہادی کو
لگا ڈر: اس لئے لوٹ آئے وہ مکہ کی وادی کو
رسول اللہؐ وہاں سے لوٹ کر آئے اِدھر مکہ
رہے آرام و سکھ سے عمِّ عالی سَر کے گھر مکہ
رہے ہم راہ ہادی اہلِ مکہ کے کئی سالوں
وہاں لوگوں سے رسم و راہِ ہادی رہ گئی سالوں

---

[1] مقام تیما، [2] بحیرہ راہب

رہے مکہ کے سارے لوگ ہمدردی کو آمادہ
رہے وہ لوگ اُس عرصہ رسول اللہؐ کے دِل دادہ
اِدھر احوالِ مالی سے رہے سردار کم ساماں
ہوئے وارد رسول اللہؐ کے آگے وہ سرگرداں
کہا اے دل کے ٹکڑے راہ لو اُمصار کی گھر سے
ہمارا دُور ہے آسودگی سے حال اِس عرصے
سِدھار و دوسرے ملکوں کو حَل مالی مسائل ہوں
"کرم" ہے حالِ مالی کا، وَلَد سے آ کے سائل ہوں
کہا ہے مالدار[1] اک صالحہ گر اُس کے ہو آ وُ ل
کلام اُس سے کروں گر رائے ہو اور ہاں لے آؤں!
کہا: اُس صالحہ سے مال ہو گا اس طرح حاصل
ملے گی گھر کے لوگوں کو اِدھر آسودگی کامل
اُدھر اُس صالحہ کو عام لوگوں کے وسائط سے
ہوئے معلوم ہر احوال محمودہ محمدؐ کے
رہی اطوارِ معلومہ کی وہ ہادی کے دِل دادہ
اُسی دَم ہو گئی اِس کے لئے وہ دِل سے آمادہ
ہوئے سرکار سے کرماں کو ملکِ دگر راہی
ہوا مملوک[2] اُس کا ہادیِ اکرمؐ کا ہم راہی

---

[1] حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا   [2] حضرت خدیجہ[illegible] کا غلام میسرہ

اطلاع وحی رسول کے اک عالم کی

مکمل کر کے سارا کام مالی، کارواں لوٹا
مراحل کر کے طے وہ کامگار و کامراں لوٹا

ادھر ہی صومعہ کے اک، رکا وہ کارواں آکر
رُکا ہمراہ عِلم و عدل کا کوہِ گراں آکر

رہا وہ صومعہ عالم[1] کی مؤرد گاہ سالوں سے
رہا ہے علم اس عالم کا آگے علم والوں سے

ہوا معلوم اُس کو ہے رُکا اک کارواں آکر
کہا: وہ ہے ہمارا صومعہ، کھاؤ وہاں آکر

کہا: آؤ وہاں کھا کر، کرو آرام اِس لمحہ
کرو گرمی و لُو کے دُور، دُکھ آلام اِس لمحہ

معاً ہمراہ اس کے آ گئے دُکھ درد کے مارے
حوالے کر کے ساماں ہادیِ اسلام کو سارے

کہا، ہمراہ کوئی اک ولی اللہ ہے صالح
کہاں وہ ہے ؟ اُسے لاؤ، رسول اللہؐ ہے صالح

گئے مورد سے وہ اک آدمی سردار کو لائے
محمدؐ کو، رسول اللہؐ کو، سرکارؐ کو لائے

---

[1] نسطورا راہب

کہا اکرام کو ہو کر کھڑا اُس مردِ صالح کے
لگے گی مہر سلسلۂ رُسل کی اِس کی آمد سے
وہاں سے کارواں راہی ہوا مکّہ کو اُلٹی صل
ہوا محسوس لوگوں کو محمدؐ مرد ہے کامل
ہوا معلوم لوگوں کو محمدؐ مردِ کامل ہے
مراحل راہ کے، سائے گھٹا کے کر رہا ہے
کڑی لُو اور گرمی سے سراسر دُور ہے لوگو!
ہراساں کارواں ہے لُو سے، وہ مسرور ہے لوگو
اُدھر وہ صالحہ مکّہ کی، کھڑکی سے لگی گھر کی
ہَوا کے واسطے آکر کھڑی ہے، سحر اطہر کی
دکھائی دور سے دی گردِ راہِ کارواں اُس کو
ہوا محسوس لوٹا کارواں وہ کامراں اُس کو
معاً دو سَو سوار آگے کو گردِ کوہسار آئے
ہوا معلوم سرکارِ دو عالم کامگار آئے
...ھک اس صالحہ کے مال کو لے کر کما لائے
کہ سرکارِ دو عالم کامراں در کامراں لاآئے
...ی آسودگی حاصل دلِ غم مُکرّم کو
ملا طے کردہ در سے دوسوا بادیِ عالم کو

کئی گنا۔ ؎ جو کچھ معاملہ طے ہوا تھا اس کا دوگنا حضرت خدیجہ نے آپ کو دیا۔ صادِق •

داعیٔ اسلام کی عروسِ مکرمہ

رسول اللہؐ کے اطوارِ محمودہ کا سالوں سے
رہا اُس صالحہ کو علم، لوگوں کے حوالوں سے
رسول اللہؐ کے اطوارِ عمدہ کی رہی گھائل
ہوا دل اس کا ہادی کی عروسی کے لئے مائل
کہا اک ہمدمہ سے[1] رائے دو اُس مردِ صالح کو
عروسی کے امور اس صالحہ سے آکے طے کرلو
ہوئی اُس ہمدمہ سے اطلاع ہادیٔ عالَم کو
ہوئی ہادی سے اس کی آگہی عمِ مکرم[2] کو
رہے وہ مطلع اس کے کئی اطوارِ عمدہ سے
رہے مسرور اُس کے سکھ رسا اعمالِ عمدہ سے
ہوئے اس واسطے عمِ مکرم دل سے آمادہ
کہ ہادی کو ملے ہمراہی دل دار و دلِ دادہ
مآلِ کار ہادی کی عروسی کے سرور آور
اُمور اُس صالحہ سے ہو گئے طے اُس کے گھر آکر
رہی عمرِ مکرم اُس گھڑی ہادیٔ عالَم کی
لکھا ہے دس و سولہ سال سے[3] دس ماہ کی کم

۱؎ نفیسہ بنت امیہ　۲؎ حضرت ابوطالب　۳؎ ۲۵ سال دو ماہ

سواری دس ودس مہر آں مکرم کا وہاں ٹھہرا
محمدؐ صالحہ کی کا ہمدم کامراں ... ٹھہرا

وہ ہو کر محرم اوّل رسول اللہؐ کی آئی
عروس اکرم و اکمل رسول اللہؐ کی آئی

ہوئی حامل ہوا، اللہ کے اکرام کی، لوگو
ہوئی اس طرح وہ ماں عالم اسلام کی لوگو

دُعا عمِ مکرم کی ہے، مولا! کار گر رکھے
رکھے مسرور ہر دو کو، سدا معمور گھر رکھے

داعیِ اسلام کی اولاد کرام

رہی اولاد ہر اک محرم[1] اسرار ہادی سے
رہا اک اور لڑکا، دوسری[2] دل دار ہادی سے

رہے اس کے علاوہ صالحہ کی کے دو[3] لڑکے
اُلم دے کر سدھارے وہ رسول اللہؐ کو لڑکے

عروس محرم اوّل سے اوّل والی اک لڑکی

---

[1] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، انہیں کو مندرجہ بالا نظم میں اور دیگر مقامات پر حسب ضرورت صالحہ کی، عروس مکرمہ، عروس مکہ، عروس رحمدل وغیرہ القاب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ [2] حضرت ماریہ قبطیہ [3] قاسم و طاہر اور ایک لڑکے کا نام تھا ابراہیم۔ [4] حضرت زینبؓ۔

عُروسی کے لئے ہمراہ والدِ عاص[1] کے۔ آئی
اسی سے دوسری[2] اور سوم[3] لڑکی کے لئے اک گھر
ملا عمِ[4] رسول اللہؐ کے لڑکوں[5] کا رہ رہ کر
اِدھر اُس دوسری اور سوم لڑکی کا کرم[6] ٹوٹا
عُروسی سے اُدھر لڑکوں کی، ہادی کا وہ عم[7] لوٹا
کہا لڑکوں سے گرما کر عروسی سے الگ کردو
ہلاکی شعلے[8] کے آئی ہے مری سورہ! مرے لڑکو
کرم اللہ کا، ہر دو کی دامادی کا رہ رہ کر
ہوا حاصل رسول اللہؐ کا اک ہمدم[9] و ہمسر
رہی ہے محرمِ اسرار سے اک لاڈلی لڑکی[10]
عروس کامراں ہو کر علی[11] کی وہ گئی لڑکی
وہ لڑکی ماں اماموں[12] کی، ہوئی دارالسلام[13] آکر
وہ لڑکی صالحاؤں کی ہوئی ساری امام[14] آکر

---

[1] ابوالعاص ابن الربیع [2] رقیہ [3] ام کلثوم [4] ابولہب [5] عتبہ و عتیبہ [6] یعنی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں جانے والی تھیں۔ [7] یعنی اپنے لڑکوں کے نکاح میں رکھنے سے انکار کیا۔
[8] سورۂ لہب کے نزول کے بعد ابولہب نے دونوں لڑکوں سے طلاق دلوادی [9] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
[10] حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا [11] حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [12] حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما [13] دارالسلام جنت الفردوس [14] یعنی حضرت فاطمہؓ تمام جنتیوں کی سردار ہوں
وَسَیِّدۃُ النِّسَاءِ اھل الجنۃ فاطمۃ (صادق)

ہادیٔ اکرم اہلِ مکہ کے حکم

رہی ہر گام دار اللہ[1] سے لوگوں کو دل داری
ہو واسطے رائے سے، ہو گی سرے سے اس کی معماری
رہا مکہ کا ہر سردار، ہر محکوم دِل دادہ
رہا ہر آدمی اس گھر کی معماری کو آمادہ
ہو واسطے، واسطے اِس کام کے، ہر گھر سے مال آئے
ہو واسطے، واسطے اِس کام کے مالِ حلال آئے
اکٹھا ہو گئے معمار[2] معماری کے ہر ساماں
ہو واسطے، ہوں مکمل سارے لوگوں کے دِلی ارماں
ہوئی مامور ہر ٹولی، الگ حصے کو لے لے کر
مسلسل لگ گئی وہ کام سے، اموال دے دے کر
رہی اس کارِ دار اللہ سے مسرور ہر ٹولی
لڑائی سے رہی ہے اک دوسرے سے دور ہر ٹولی
مآلِ کار معماری کا وہ حصہ رکا آ کر
کہ اسود[3] کو وہاں رکھے کوئی سردار ہی لا کر

---

[1] بیت اللہ شریف [2] جدہ سے ایک لوٹے ہوئے جہاز کی لکڑیاں خریدی گئیں اور وہیں سے ایک رومی معمار بھی لایا گیا۔ [3] حجرِ اسود

ہوا احساس سرداروں کو اس لمحہ لڑائی کا
ہوا ماحول طور ہم کلامی سے کھٹائی کا
رہا اصرار ہر سردار کا اسود کو وہ رکھے

رہا اصرار ہردم دار کا اسود کو وہ رکھے
ہوا سردار مکہ کا کوئی حائل، کہا لوگو
کسی اک مرد کامل، مرد صالح کو حکم کر لو
سحر کو آگلی وہ سردار کہ اوّل حرم، آئے
وہی اس کا حکم ہو، اس کو کہد و کوئی حل لائے
سحر کو آگلی، آگے آئے اوّلاً اٹھ کر مرے ہادی
حکم ہو کر ردا آگے ہر اک کے لاکے کھلوادی
کہا! رکھ کر رِدا کے وسط اُس مرمر کو لے لو گو
اٹھالے ٹولی کا سردار، ہر ٹولی کے حصے کو
اُسے سردار دار اللہ کے آگے اٹھا لائے
اٹھا کر ہادی اکرم، محل کو اُس کے رکھ آئے
لڑائی سے الگ وہ ہو رہے اِس رائے سادی سے
ہوا مسرور ہر اک آدمی مکہ کا، ہادی سے

حرا کی کھوہ کی معموری

رہے ہادیِ اکرمؐ دور گمراہی کی راہوں سے
رہے وہ دور مٹی کے گڑھے سارے الٰہوں سے
رہا ہر مُدعا، مکر وہ رسم و راہ سے دُوری
رہے ساعی کہ ہو اللہ کے حکموں کی معموری
رہے ساعی، الگ ہو آدمی مکروہ راہوں سے
رہے ساعی، رہے وہ دُور مٹی کے الٰہوں سے
رہے داعی، دعا گو، دُور ہو عالم سے مکاری
رہے داعی، دُعا گو، دُور ہو عالم سے ٹھگ ہاری
مگر احوال سے لوگوں کے دل ہو کر رہا کھٹا
ہوا راہی کہ وہ آکر کرے معمور اک گڈھا
کرے اصلاح دل کی، عالمِ اوہام سے ہٹ کر
حرا کی کھوہ، وہ آکر رہا، آلام سے کٹ کر
سرور سرمدی حاصل ہوا دل کو، حرا آکر
وہاں حاصل ہوا ہادی کو دل کا مدعا آکر
رہا معمول ہادی کا وہاں اس طرح اک عرصہ
رہا معمور دل کا کارواں اس طرح اک عرصہ

اک عالم موحد سے مکالمہ

رسول اللہؐ کے مملوک[1] لڑکے اِک سحر آکر
ملے ہم راہ داعی کے، کسی عالِم[2] کے گھر آکر
کہا! عمِ مکرّم، دَور ہے رسموں کا دل دادہ
مکارہ اور لاعلمی و گمراہی کو.... آمادہ
مداوا اِس کا کوئی ہو سکے گر اِس کو کر ڈالو
کہ ہو اصلاح لوگوں کی، وہ سحر کار گر ڈالو
ملے وہ مسکرا کر اُس گھڑی، ہادیِ اکرم سے
کہا آگاہ ہوں اِس دَور کے عُلماءِ اَعلم سے
کہا! وہ دَور اک دم آلگا، آئے گا اک ہادی
کہاں سے وہ اُٹھے گا، ہے مکرّم مکہ کی وادی

۱؎ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حضرت خدیجہ کے غلام تھے انہوں نے آں حضورؐ کو دے دیا تھا وہ ہمیشہ آں حضور کے ہمراہ رہتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ زید بن محمد کے نام سے پکارے جانے لگے۔

۲؎ زید بن عمر بن نفیل جن کا انتقال بعثت سے قبل ہو چکا تھا۔ یعنی ابھی آں حضور کو نبوت نہیں ملی تھی۔ ۱۲

اِسی احساس کو لے کر اِدھر مکہ کو لوٹا ہوں[1]
اِسی احساس سے ہادی کے گھر، مکہ کو لوٹا ہوں
وہی ہے حال مکہ کا؛ کہاں وہ لال آئے گا
اُسی اللہ کو معلوم ہے کس سال آئے گا

---

[1] حضرت زید بن حارثہ سے مروی ہے کہ وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عوالی مکہ گئے اور زید بن عمر بن نفیل سے ملے۔ عمر بن نفیل ایک مرد آگاہ اور بہت بڑے عالم موحد تھے۔
محدثین انہیں صحابہ میں شمار کرتے ہیں شاید اسی وجہ سے کہ وہ مومن تھے اور آں حضور پر ایمان لانے کی ان کے دل میں تمنا تھی۔ اسی وجہ سے وہ دور دراز ملکوں سے گھوم پھر کر مکہ آگئے تھے اس کے علاوہ آں حضور سے ان کی ملاقات بھی ہو چکی تھی لیکن بعثت رسول سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا
صادق •

دورِ دوم

وحیِ اوّل کی آمد

رہی عمرِ مکرّم ساٹھ کم سو سال داعی کی
حِرا کی گود سے آمد ہوئی وحیِ الٰہی کی

حِرا کی کھوہ دَر آکر رہے محوِ دعا بادی
کہ سردارِ ملائک[1] آئے، لوحِ وحی لا کر دی

کہا! کر کے سلام، اس کو کہو[2] امرِ الٰہی ہے
کہا! اُمّی ہوں، ڈر کر، حاکمِ کُل کی گواہی ہے

ملا کر صَدر کو صدرِ ملائک صدرِ داعی سے
کہا! اس کو کہو، ڈر کس لئے وحیِ الٰہی سے

رسول اللہ، کہہ کر ہو رہے مسرور اُس لمحہ
کلام اللہ سے وہ ہو گئے معمور اُس .... لمحہ

لئے احساس ڈر کا، گھر کو ہادیِ سرگراں لوٹے
لگائے دل سے وہ امرِ گراں، کوہِ گراں لوٹے

عُروس[3] رحمدل سے گھر کہا آکر رِدا[4] لاؤ
ہوئی محسوس سردی سی، اُڑھاؤ اور گرماؤ

---

[1] حضرت جبرئیلؑ [2] اِقرأ باسم ربک [3] حضرت خدیجہؓ [4] زمّلونی زمّلونی (مجھے چادر اُڑھاؤ، مجھے چادر اُڑھاؤ)

کہا احوال کو سارے، کہا کوہِ گراں سر ہے
الگ ہو روح ہم سے، اِس کا ہم کو رحمدل ڈر ہے
کہا اکر، دلاسا دے کے اُس عالم کے داعی کو
کہاں رسوا کرے اللہ اِس کلّے کے راعی کو
کہاں رُسوا کرے اللہ محروموں کے وَالی کو
کہاں رُسوا کرے عالَم کے اِک ہمدرد عالی کو
دِلاسوں سے مسلسل رحمدل کے، وہ اَلَم ڈھلکا
معاً ہادی کا احساسِ گراں سے سَر ہوا ہلکا
اٹھی وہ رحم دل، آکر کہا، کہ اے رسولؐ آؤ
ہمارا اِک ہے 'ولدِ عَمّ' مُوحِد[1] اُس کو ــ دکھلاؤ
گئے عالِم کے گھر ہمراہ اُس کے ہادیِ عالَم
حرا کی کھوہ کے احوال اُس سے کہہ گئے اِک دَم
کہا اِس کو ملا: 'وَحْی' کلامُ اللہ کا عہدہ
بلا اِس مردِ صالح کو رسول اللہؐ کا عہدہ
کہا ہوگی، محمدؐ کی عدو، مکّہ کی، کُل وادی
اگر ہم کو ملا، وہ دَور، ہوں گے حامیِ ہادی

---

[1] یہ ورقہ بن نوفل ہیں جن کا اِس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہی انتقال ہو گیا تھا۔ آں حضورؐ نے فرمایا ورقہ کو بُرا مت کہو، میں نے اس کے لئے جنت میں ایک یا دو باغ دیکھے ہیں۔
(سیرت المصطفیٰ)

اولاً اسلام کا اکرام کس کو ملا

ہوا امرِ الٰہی ہادیِ اکرم کو، گھر آؤ
کہ اوّل گھر کے لوگوں کو رہِ اسلام دکھلاؤ
کہا حرمِ[1] مکرم سے، مری اے محرمِ مکہ
کہو اللہ واحد ہے، محمدؐ ہے رسول اللہؐ
کہا اللہ کا کلمہ کہو، اسلام لے آؤ
کہا اللہ سے اسلام کا اکرام لے آؤ
اُسی دم لَا اِلٰہَ کہہ کے اِلَّا اللہ کہہ ڈالا
اسی لمحہ محمدؐ کو رَسُوْلُ اللہ کہہ ڈالا
وہ محرمِ[2] اوّل اوّل سوموار[3] کو اسلام لے آئی
اسی سے، محرموں کی مُسلِمہ اوّل وہ کہلائی
علیؓ[4] اُس دَور کم عمری سے ہی اسلام لے آئے
اُسی دم سے وہ اوّل مُسلِم اولاد کہلائے
اِدھر مملوک[5] کلمہ کہہ کے اک ہادیِ اکرم کے
ہوئے اوّل مسلمان سارے مملوکوں کے عالم کے

---

[1] حرم، مکرم، محرم مکہ، عروس، رحمل وغیرہ سے مراد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں [2] حضرت خدیجہ [3] یعنی دوشنبہ کے دن [4] حضرت علی رضی اللہ عنہ [5] حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہؐ کے ہم عُمر و حامیؓ، ہم دَمِ اکمل
ہوئے اِسلام لا کر، ہم دَموں کے مُسلِمِ اوّل
عُروسِ رحمدل، اَوّل رہی اِسلام کے سائے
علاوہ اس کے، کُل اَوّل مسلماںؑ آٹھ کہلائے
عَلی، مملوک و ہم دَم، طَلحہ و سَعدِ دل سادہ
ہوئے وَلَدِ العَوّام اور داعی کے دامادِ دلدادہ
اِدھر کُل آدھے سو کم اِک، رہے اِسلام کے حامیؑ
رہے در اَصل اَوّل دَور کے، وہ مَردِ اسلامی

ہادئ اکرم کا دَورِ الم

حِرا کی وحیِ اَوّل سے اِدھر مَسدُود اِک عرصہ
رہا ہے سلسلہ آمد کا اِک دَم وحیِ داور کا

لہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ لہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید، سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عثمان بن عفان یہ کل آٹھ مسلمان ہیں جو سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے، ان کے علاوہ دیگر بہت سے حضرات بھی مشرف بہ اسلام ہوئے لیکن وہ صف اول کے مسلمان نہیں بلکہ وہ دورِ اول کے مسلمان ہیں۔ اولیت صرف آٹھ کو حاصل ہے۔

سے سارے گرامی اسما کی تفصیل یہاں مشکل ہے۔ سیرت کی بڑی کتب کی طرف رجوع کیجئے۔ (صادق)

ڈراؤ لوگوں کو اللہ سے، اسلام سکھلاؤ
ڈراؤ اُسیرے کو، گُمراہ لوگوں سے الگ رہ کر

اٹھو اِسلام کے اِعلام کا مامور ہوں، کہہ کر
کہو مامور ہوں، اسلام کا درس آ کے دلواؤں

کہو مامور ہوں، اسلام کی رہ کھُل کے دکھلاؤں
ہوئے لے کر کھڑے ہادی مرے امرِ الٰہی کو

اکٹھا کر کے اُسیرے اور ہر رہ رَو ورا ہی کو
کہا: اعدا کا عسکر آرہا، گر اطلاع دے دوں

اُدھر کہسار کے، وہ آ لگا گر اطلاع دے دوں
کرو گے رَد اسے لوگو! کہ اِس کو صاد کر دو گے؟

کرو گے صاد گر، آگے کو لوگو داد کر دو گے
کہا ہے صاد، ہر کلمہ محمدؐ کا اٹل ہو گا

محمدؐ کا کہا ہر حملۂ عسکر کا حَل ہو گا
کہا: اللہ ہے اک، عالِم امصار کا لوگو!

کہا! اللہ ہے اک، عالِم اَعصار کا، لوگو
کہا: اعمامؐ، اے اولادِ اعمام، واسیِ مکہ[1][2]

وہی اللہ، واحد ہے، محمدؐ ہے رسول اللہؐ
ہوا اک عم سرکارِ دو عالم ہمکلام اٹھ کر

---

[1] چچا لوگ [2] مکہ کے باشندے، واسی بمعنی باشندہ، لفظ ہندی ہے [3] ابولہب

رہے ہر دم ملول وہ سارا عرصہ، سرورِ عالم
کہ آمدِ وحی کی، کس واسطے آکر رُکی.... اِک دَم
رہی ساعی رسول اللہؐ کی ٹولی، اِدھر ساری
کرے آکر رسولُ اللہ کی ہر لمحہ... دِل داری
مآلِ کار، سردارِ ملائک اِک سَحَر آئے
ہوا اَمرِ الٰہی اِس لئے وہ وَحی کو لائے
ملالِ ہادیٔ اکرم ہوا وہ، دُور اُس لمحہ
رہے اسلام کا لے کر عَلَم مَسرُور اُس لمحہ
رہا اَمرِ الٰہی ہادیٔ عالم کو سہ سالا
گئے لوگوں کے سُم کُم، ڈالے، اسلام کی مالا
رہے اِس طرح سے داعی رسولُ اللہ اُس عرصہ
رہے اِس طرح سے ساعی رسولُ اللہ اُس عرصہ

امرِ اسلام کھُلم کھُلا

اِدھر سہ سال کے اِسلام دَر آکر رہا گھر گھر
ہوا اَمرِ الٰہی وَحی سے، ہادی مِرے آکر
علیَ الاَعلام لوگوں کو رہِ اِسلام دکھلاؤ[1]

[1] دکھلاؤ، سکھلاؤ وغیرہ کا استعمال اگرچہ صحیح نہیں ہے مگر غلط العام فصیح کے تحت ضرورتاً استعمال کیا گیا ہے جسے اس جادۂ پر خارمیں معذوری تصور کرنا چاہئے۔ (صادق)

کہا تبّا لک ہادی عالم کے آگے اٹھ کر
اُسی دَم اُس کی ٹولی لوگوں کی لے کر کمک اُٹھی
ہلاکی لے کے اُس مَردود کی، سورہ دھمک اُٹھی[2]
رسول اللہؐ کے اِعلام سے، دو ہو گئی ٹولی
صَدائے کلمۂ اسلام سے، دو ہو گئی ٹولی
صدائے لَا اِلٰہ سے، سادہ دل مکہ کے گرما کر
ہوئے حامی رسول اللہؐ کے اِسلام لا لا کر
مگر سردار و سرکردہ، وہاں کے مالداروں کو
حسَد کھا کر رہا، ہادی سے ہٹ دھرمی کے ماروں کو
ہوا سائی ادھر، اِسلام والوں کا عدو ہو کے
کہ رُوڑا ہو کے، لوگوں کو رہِ اسلام سے رُوکے
لکھا ہے، اِک سَحر سرکار دو عالم حرَم آئے
کھڑے ہو کر، صَدا دی، ہو کے دَارُاللہ کے آگے
کہا: اللہ واحد ہے محمدؐ ہے رسول اللہؐ
کہو کلمہ اٹھو، اِسلام لاؤ، ساکنِ مکہ
معاً اللہ واحد کی صَدا سے، کھول اُٹھے سارے
ہوئے وہ حملہ آور، گردِ ہادی آ کے للکارے

---

[1] ابو لہب نے کہا "ہلاکی ہو تیرے لے کیا تو نے ہم سب کو اسی لئے جمع کیا تھا؟"

[2] اسی وقت سورۂ "لہب" نازل ہوئی اور اللہ نے خود اسکی ہلاکی کا پروانہ عطا فرمایا (صادق)

وَلَد¹ ہالہ کے والد کے، ہوئے آکر کھڑے سٹ کر
رسول اللہ کے ہوکر، اعداء سے لڑے ڈٹ کر
ہوئے وہ حملہ آور، ہو کے اک ٹولی عدو سے
ہوئے وہ مُسلِم اوّل کہ ٹکرا کر، گئے مارے

اہلِ اِسلام کا دَورِ آلام

اِدھر گمراہ مکہ کے ہوئے، اِسلام کے اعدار
رہے رسوائیِ اِسلام کو، ہر گاہ آمادہ
رہا اک سلسلہ، اللہ والوں سے، لڑائی کا
سراسر دکھ دہی، ہر گام رَدّ و کدّ، کڑائی کا
رسول اللہؐ کے حامی رہے مسرورؔ دُکھ سہہ کر
سہے صدمے مسلسل، آہ! اللہُ اَحَد کہہ کر
اڑھادی کھال لاکر گائے کی، ہم² دم کو ہادی کے
گلے رسّی لگا کر دی گلے، لڑکوں کو وادی کے
صدا آئی اَحَد کی اُس گھڑی، اللہ والے سے
رہا مسرور اُس لمحہ، گلے رسّی کے ڈالے سے

---

¹ حضرت حارثؓ بن ہالہ اسلام کے شہید اول ۱۲ ² حضرت بلال رضی اللہ عنہ

رہا لوٹے کی صدری ڈال کر، گرمی ولو سہہ کر
مسلسل وہ رہا مسرور اللہ ٗ احد کہہ کر

رہا حالِ دگر، عمارؓ اک ہم دم کا ہادی کے
اسے آلام و دُکھ دے کر کہے، گمراہ وادی کے

محمدؐ سے رہا کر دور رہ، اسلام سے ہٹ کر
مگر عمارؓ ہمدرد رسول اللہ رہا ڈٹ... کر

وہ مردود آگ لے آئے، لِٹا کر گرد مِنڈلائے
دگر مردود گرداگرد ٹھٹھا کے لیے، آئے

کمر عمارؓ کی اس آگ سے کالی رہی، لوگو
مگر ہادی سے سچی ہمدمی، عالی رہی، لوگو

رہا اس طرح سے دورِ الم اسلام والوں کا
سہے درسِ آگہی، اسلام کے اِعلام والوں کا

وہ گھر اللہ کے کردہ گراں، حاصل کلام آئے
کسوٹی سے وہ کس کر کامراں دارالسّلام آئے

احوال اک مملوکہ صالحہ کے

رہے عمرِؓ گرامی، اک عدو ہادیِ اکرم کے
عدو اسلام کے، حاسد رہے ہادیِ عالم کے

۱؎ حضرت عمار بن یاسرؓ ۲؎ جنت الفردوس ۳؎ حضرت عمر بن الخطابؓ اسلام لانے سے قبل بڑے غصے والے دشمن اور بہت بڑھ جاتے تھے

عمرؓ کی اک رہی مملوکہ[1]، وہ اِسلام لے آئی
عمرؓ کی مار کھاکر، اُدھ مَری، اَعمیٰ وہ گھر آئی
ہوا اِس مار سے مسرور، ہر سردار مکّہ کا
الٰہوں کا ہمارے کام ہے، کہہ کر اڑا ٹھٹھا
کرم کی داورِ عالم کے، اس دَم اک لہر آئی
کہ مملوکہ دُما دَم حالِ اوّل[2] کو وہ لوٹ آئی
اسے سحرِ محمدؐ کہہ گئے مَردود وہ حاسد
رہا[3] ہو کر وہ آئی، رہ گئے مَردُود وہ حاسد

غمِ داعی کا سلوکِ ہمدردی

ہُوا دُکھ ہمدموں کی دُکھ دہی سے غمِ ہادی کو
وہ کھُل کر آ گئے ہمراہ ہادی کے، عمادی[4] کو

---

[1] حضرت زنیرہؓ کنیز حضرت عمرؓ یہ واقعہ حضرت عمر کے اسلام لانے سے قبل کا ہے [2] جب اللہ کے کرم سے اس کنیز کی ضائع شدہ آنکھ واپس آگئی تو کافروں نے کہا کہ یہ محمد کے جادو کی کارفرمائی ہے اور جب عمر کی شدت ضرب سے آنکھ ضائع ہو گئی تھی تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے معبودوں نے اُسے اندھا کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس کنیز کو خرید کر آزاد کر دیا جس سے آں حضور کو انتہائی مسرت حاصل ہوئی۔ [3] یعنی آزاد ہو کر۔

[4] سہارا بننے کی غرض سے

ہوا اِس امر سے مکہ کے لوگوں کو اُلم گہرا
ہوا سردار کی اِس حوصلہ کاری سے تم گہرا
رہے عمِّ رسول اللہؐ لوگوں کے لئے اکرم
رہے ٹولی کے سرداروں کے سردار اہم اُس دم
اِسی سے اہلِ مکہ، اِس ہم سے ڈر گئے سارے
رہا ہے کس کو دم، سردارِ مکہ کو، وہ للکارے
ملا اِک حوصلہ، اِسلام والوں کی مساعی کا
سلوک ہمدمی حاصل رہا، اُس عمّ داعی کا

عمِ رسول سے اہلِ مکہ کا مکالمہ

اِکٹھا ہو کے سردار اور سر کردہ کئی سارے
گئے عمّ محمدؐ ہمدم و ہمدرد کے دوارے[1]
کہا رُوکو محمدؐ کو اِدھر، سردار مکہ کے
محمدؐ ہے الٰہوں کا عدو، دلدار مکہ کے
ہماری راہ گمراہی کی رہ ہے، رائے ہے اُس کی
ہماری راہ ہٹ دھرمی ہے، ڈھے رائے ہے اُس کی
کہا: رُوکو اُسے اِس امر سے اُس سے الگ ہو کر

---

[1] دوار کے معنی دروازہ یعنی حضرت ابوطالب سردار مکہ کے دولت کدہ پر گئے

کرو اِس مسئلہ کو حل، محمدؐ کو اِدھر رکھو کر لے[1]

عمارہ اِسم کا اک آدمی ہے، اُس کو گھر رکھ لو

اُسے حاصل ہماری ہم دمی ہے[2]، اُس کو گھر رکھ لو

محمدؐ کی ہلاکی کو ہے ہر سردار آمادہ

ملا ہے حوصلہ اُس کو کہ ہے سردار دل دادہ

ہوا اُو کھڑ کلامی سے دُکھی، دلِ غم داعی کا

ہوا محسوس، لوگوں کا ارادہ ہے لڑائی کا

اَلمِ رُسوائی و دکھ کا ہوا، امرِ محال آکر

کرو سردارِ عالی حل اِسے، ٹھہرا سوال آکر

کہا، ہادی سے آکر، اہلِ مکہ گھر مرے آئے

کہا: اِس مسئلہ کا حل محمدؐ سے کہو... لائے

اُٹھے ہادی مرے عمِ مکرم سے کہا ڈٹ کر

محال اک امر ہے کارِ دِگر، اِسلام سے ہٹ کر

محمدؐ سے الگ ہو رُوح، ہر لمحہ گوارا ہے

مکمل امر ہو اِسلام کا، مَسلک ہمارا ہے

ملا عمِ مکرم کو مکمل حوصلہ اس سے

کہا دُکھ دے محمدؐ کو، کہاں ہے حوصلہ کس کے؟

---

[1] ان لوگوں کا کہنا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دو اور ہم اسے قتل کر دیں (نعوذ باللہ) اور اس کے بدلے عمارہ کو اپنے گھر رکھ لو۔ [2] یعنی عمارہ ہمارے ساتھ یہیں موجود ہے۔

مرا اِعلام ہے آگے کوئی مائی کا لال آئے
مکارہ کو ہوا آمادہ، ڈرائے اور دھمکائے
کرو اِعلام، رَہ اسلام کی ہموار کر ڈالو
ٹہل کر، گھوم کر گھر گھر، دلِ وادی کو گرمالو
ہوا، اُسرہ اکٹھا ہو، ارادہ عمِؓ ہادی کا
کہ آگے آئے اس کے ہر مہم، ہر امر وادی کا
اکٹھا ہو رہے اعمام اور اُسرے کے لوگ آکر
ہوا طے ہو محمدؐ کی مدد، اُسرے کو گرما کر
مگر اک عمِ[1] مردود آرہا، ہو کر عدو، آڑے
حسد کا اک الگ، حاسد رہا، اس دم علم گاڑے
ہوئے مسرور اُسرے کی مدد سے ہادیِ عالم
ادھر، مکہ کے لوگوں کی رہی وہ دُکھ دہی کم کم

موسمِ احرام کا وہ سال

مساعی کارگر ہو کر رہی اسلام کی، لوگو
ہوئی اِس سال آمد، موسمِ اِحرام کی، لوگو
ہوا ڈر حاسدوں کو، دُور کے گاؤں کا گڑھا آکر
سراسر آس سے، لوٹے وہ گھر اسلام لا لا کر

---

[1] یعنی ایک حضور کا حقیقی چچا ابولہب

لگے ہے ڈر، محمدؐ آکے سِحر کار گر ڈالے
وہ لوگوں کو کمال سِحر سے مسحُور، کر ڈالے
عمال کار طے ہو کر رہا، ساحر کہو اُس کو
ہر اک گڑھ سے، کمالِ سِحر کا ماہر کہو اُس کو
کہو سِحرِ محمدؐ سے ہراساں گھر کا گھر ہو گا
رہو اس آدمی سے دُور لوگو، اس کا ڈر ہو گا
وہ لگ کر راہ کے ہر موڑ سے دوڑے و سُرمارے
مگر محرُوم ہو کر گھر کو لوٹ آئے وہ ہر کارے
ہوا بلّا مساعی کے سے رسول اللہؐ کی، عالی
رہِ اسلام، مولیٰ کا لکھا، ہموار کر ڈالی
رُکاوٹ سے ملا اک حوصلہ ہر گام لوگوں کو
رُکاوٹ سے ملی آگاہیِ اسلام، لوگوں کو
رسول اللہؐ کے ہم عمر عمّ والد عمارہؓ کے[1]
اُسی سال، اس طرح لکھا ہے، وہ اسلام لے آئے
اُٹھا! گمراہوں کا سردار، عمِّ[2] ہادیِ اکرم
ہوا مسرُور، گالی دے کے وہ سرکار کو اُس دم

---

[1] ابوعمارہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ ابوعمارہ کو والد عمارہ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے حضرت حمزہ مراد ہیں۔ [2] عمرو بن ہشام ابوجہل کا اصل نام ہے اسکی کنیت زمانۂ جاہلیت میں ابوالحکم تھی اسلام کی تکذیب کرکے ابوجہل سے مشہور ہوا یا اہلِ اسلام نے اس کی کنیت بدل دی اور اسے ابوجہل سے پکارنے لگے۔

عمارہ کے وہاں والد گئے، لکڑی سے اک مارا
کہا! گر حوصلہ ہے، آ، اکڑ کر اُس کو للکارا
کہا، والد عمارہ کا ہوا، اسلام کا حامی
کہا کلمہ محمدؐ کا، ہوا وہ مردِ اسلامی
ملا اک حوصلہ ورحامیٔ اسلام ہادی کو
لگا دھکا اُسی دم عمرو ہاں گمراہ وادی کو

ہلاکیٔ رسول کے لیے سعیٔ عمرو

ہلاکی کے لئے سرکارِ دو عالم کی، عمرو آکر
ہوا وارد کہ دے مارے وہ سر سے اک ڈلا، لاکر
رہا اس سے ارادہ اس کا، ہادی کو مٹا ڈالے
اساس اسلام کی، اس طرح وہ مردود ڈھا ڈالے
ڈلا اِل کر گرا، مردود کو اک سرسری آئی
ہوا اکھڑی، اڑا ڈاہی کا رُو، اور روح گھبرائی
اڑا مردود، اور آکر کہا، ٹولی کے لوگوں سے
ہلاکی اُس کی ہے امرِ محال، اس رُو کے روگوں سے
رگڑ دے ہم کو، دوڑا اس طرح اک روح ور[1] لو گو

---

[1] روح ور سے مراد اونٹ ہے بلکہ اونٹ کو اک روح ور سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کے سامنے آکر بیان کیا
کہ ایک اونٹ منہ کھولے میری طرف جھپٹا قریب تھا کہ وہ مجھ کو کھا جائے اسلئے محمد کو (صلی اللہ علیہ وسلم) بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱ پر

رہا مُرسل محمدؐ کے اِلٰہ کا کارگر ..... لوگو
مگر ہٹ دھرم وہ اسلام کے حاسد ہے سارے
ہوئے رسوا بُرے رُوگوں سے سٹر سٹر کر گئے مارے

مکالمہ کا حل اک سردار کے واسطے سے

ہوئی مکہ کے لوگوں کی اِدھر رسوائی کا مسل
ہوئی سعئ عمل اِس راہ کی اک سعئ لاحاصل
ہوئی اک رائے اہل الرائے کی اک کام کر ڈالو
دلا کر طمعِ ملک و مال، اُس کو رام کر ڈالو
ہوا سردار[۱] اک، اِس کے لئے معمور و آمادہ
دلائی طمعِ ملک و مال آکر، ہو کے... دل دادہ
کہا: لڑکے مرے[۲] عُم کے مکرم ہو اِسے کر لو
اِدھر مکہ کے لوگوں کا، گوارہ کرکے دِل ہر لو
ہوئے معلوم کرکے ہر دو عالم کے امام اُس سے
کلام اللہ[۳] سے، ہو کر سوئے اُو ہم کلام اس سے

(حاشیہ صـ۸۹ کا) اس طرح کی تدبیروں سے ہلاک کرنا ایک امر محال ہے ۔[۱] عتبہ ابوالولید [۲] عتبہ ابولہب کا لڑکا تھا جو آں حضورؐ کو چچا حضرت عبداللہ کا لڑکا کہہ کر مخاطب ہے یہی آں حضور کا داماد تھا۔ [۳] سورہ حٰمٓ سجدہ آپ نے تلاوت فرمائی۔ (صادق)

کلام اللہ کا سامع وہاں سے راسۓ[1] گھر لوٹا
کلام اللہ سے مسحور ہو کر وہ اِدھر لوٹا
کہا: لوگو! الگ ہے اور لوگوں سے کلام اُس کا
کرے مسحور لوگوں کو، کلام اُس کا ہے، کام اُس کا
کہا اے اہلِ مکہ، رائے اک لے لو، ہماری ہے
محمدؐ کا کلامِ کارگر، دھوکے سے عاری ہے
محمدؐ کی اَلم اور دُکھ دَہی سے دُور ہو سارے
مُرادِ[2] دل ملی، گر معرکہ سے وہ گئے مارے
مکرم ہو گئے اَمصار کے، گر حکمراں ہو کر
رہے گی وادیِ مکہ، سَراسَر کامراں ہو کر
مگر مردود وہ گرما کے آڑے آ گئے سارے
ہوا سردار مسحورِ محمدؐ، کہہ کے ... للکارے
رہے ہٹ دھرم وہ اسلام سے ہٹ کر
رہے وہ معرکہ آرا سَدا اِسلام سے ڈٹ کر

---

[1] دارالندوہ [2] یعنی اگر وہ مارے گئے تو تمہارا مقصد حاصل ہے اور اگر وہ حکمراں ہو گئے تو تمہارا بھلا ہو گا کیوں کہ وہ تمہارے ہی ہیں۔ صادق

ماہِ کامل کے دو ٹکڑے

[۱] ملے گمراہ مکہ کے رسول اللہؐ سے آکر
کہا: دکھلا دو مہ کے کر کے دو ٹکڑے [۲] الگ لاکر
کہا وعدہ کرو! اسلام دل کے کام آؤ گے
دکھا دوں حکمِ مولا سے اگر اسلام لاؤ گے؟
ہوا ہادی سے اُس دم وعدہ و اصرار لوگوں کا
کہا، کلمہ کہے گا کارواں سردار لوگوں کا
دعا گو، ہادیِ اکرم ہوئے اللہ کے آگے
رہے حاسد کھڑے، رُو کر کے سوئے ماہِ کامل کے
معاً کٹ کر کے دو ٹکڑے ہوئے اس ماہِ کامل کے
ہوا اک آدھ عرصہ رُک کے وہ، اک ماہ پِل مِل کے
مطالعہ کر کے سارے لوگ ہکّا ہو گئے، اُس دم
حواس اُڑ اُڑ گئے سارے دِل کے، گوّا ہو گئے اُس دم
کہا، ہم ہو گئے مسحور اس سحرِ محمدؐ سے
کہا: ہم ہو گئے مسرور، اِس سحرِ محمدؐ سے

۱؎ ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، زمعہ ابن الاسود، نضر بن حارث وغیرہ رسول اللہؐ سے آکر ملے تھے ۲؎ شق القمر کا واقعہ ہجرت سے ۵ رسال قبل پیش آیا تھا ۔۱۲

کہا! لوگو! رُکو اُس لمحہ اصلی اُمرد ا ہو گا
کہ آئے کارواں، وہ مطلع اِس سے ہوا ہوگا
گواہی کارواں سے مل گئی امتصارِ عالم کی
مگر گمراہ لوگوں کی وہ گمراہی کہاں ٹسکی؟

رحلۂ اہلِ اسلام

مسلسل کارواں، اسلام والوں کارواں رہ کر
رہا ساعیِ ہُدیٰ کی راہ کا، کوہِ گراں رہ کر
ملا اسلام کا اِعلام، گرد اگرد لوگوں کو
ملا اسلام کا اکرام، گرد اگرد لوگوں کو
حسد کا دل سے گمراہوں کے اُس لمحہ دھواں اُٹھا
ہر اک اِس حال سے سردار مکہ کا دھواں اٹھا
رہے رسوائیِ اسلام کو ہر گام آمادہ
اَلم کے واسطے ہر ہر گھڑی ساعی رہے اعدا
ہوئی اسلام والوں کے لئے آلام گہہ وادی
اَلم کے درد سے کُھلا اُٹھا، ہر ہم دمِ ہادی
ہوئی اِس واسطے اک رائے سرکارِ دو عالم کی
رَواں ہو اصحمہؓ کے ملک کو اِسلام کی ٹولی

حاشیہ ص ۹۴ پر پڑھیں

ملے گا سکھ سدا اسلام والوں کو وہاں رہ کر

ملے گا سکھ سدا اللہ والوں کو وہاں رہ کر

کہا راہی ہو کہہ کر الوداع ٹولہ وٹا ئی کو

کہا راہی ہو کہہ کر الوداع مکہ کی مائیؑ کو

کہا لو راہ اِک ملک دِگر کی دُکھ کے ماروں کو

اِکٹھا، آس ہے کر دے گا مولا اور ساروں کو

ہوئے اس حکمِ ہادی سے کئی اک لوگ آمادہ

ہوا اک کارواں راہی، رسول اللہ کا دلدادہ

رہے اسلام والے اصحمہ کے ملک آ کر

علَم اسلام کا آرام کے محلوں سے لہرا کر

وہاں آکر رہا مسرور ہر اک ہم دمِ ہادی

دُکھی اس اطلاع سے ہو رہا، ہر واسیِ وادی

کہاں اس کو گوارا سکھ ملے اللہ والوں کو؟

کلام اللہ کے، اسلام کے مسحور لالوں کو

(حاشیہ نمبر ۹۵) لہ حبش کے بادشاہ نجاشی کا اصل نام اصحمہ تھا اور اس رحلہ کا نام "ہجرت حبشہ" ہے اور حبشہ کی ہجرت اسلام کی پہلی ہجرت ہے لے تفرقوا فی الارض فان اللہ سیجمعکم (روئے زمین پر پھیل جاؤ عنقریب اللہ سب کو اکٹھا کر دیگا) سے حبشہ کی طرف اہلِ اسلام کی دو مرتبہ ہجرت ہوئی۔ ہجرت اول میں گیارہ مرد اور پانچ عورتیں شامل تھیں جن میں حضرت عثمان اور ان کی زوجہ مطہرہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ دوسری مرتبہ سیرت المصطفٰے کے مطابق ۸۶ مرد اور ۱۷ عورتیں اور اصح السیر کے مطابق کل ۸۲ مہاجرین تھے۔

ہوئے سارے اکٹھا اور مل کر رائے کر ڈالی
کوئی مُرسَل ملے اس سے، کہے اے حاکمِ عالی
ہمارے ملک سے آئے ہوئے لوگوں کو لوٹا دو
وہ آئے بُک لگا کر، مُدَّعا ہے اہم کو دِلوا دو
ہوئے اُس اصحمہ کے ملک کو دو آدمی[1] راہی
وَلَد اک عاص کا، اک دوسرا گُمراہ ہم راہی
کہا اَموال[2] دے کر اصحمہ سے، حاکمِ عالی
انہوں کو کئی اک لوگ دے دے کر سدا گالی
وہاں سے دے کے دھوکہ لُک لگا کر آ گئے حاکم
ہر اک ٹولی کو ٹولی سے لڑا کر آ گئے حاکم
کہا کر دو حوالے، ہے ہمارا مُدَّعا، لا کر
ہر اک مکہ کو راہی ہو رہے، ہم راہ آ کر
کہا معلوم کر لوں اَوَّلاً، وہ کس طرح آئے
ہراساں ہو گئے اُس راستے سے حاکم کی وہ ہائے
ہر اک مکہ کے راحل کو کہا، لاؤ مرے آگے
کہا اے مسئلہ کس طرح کا، لاؤ مرے آگے
وہ ہو کر مُطَّلِع اُس لمحہ، حاکم کے محل آئے
وَلَد کو عُمرؓ[3] ہادی کے وہ اک سردار ٹھہرائے

[1] ایک عمرو بن العاص دوسرا عبداللہ بن ربیعہ [2] ہدایا وغیرہ پیش کر کے جیسا کہ اس وقت کا دستور تھا [3] حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

مگر ہو کر الگ آئے وہاں اکرام حاکم سے
رہا، حاکم کے آگے، سر نکائے دور مسلم سے
ہوا حاکم سوالی، کس لئے عاری رہے اِس سے
کہا: رسماً نکا کر سر راہی آمد مرے آگے
ہوئے سردار آگے اور کہا اے حاکم عالی
رہے معلوم، ہے رسم سلام اسلام کی ڈالی
ہمارے واسطے ہے حکم سرکار دو عالم کا
نکا کر سر کرو اکرام اِک اللہ اعلم کا
کہا: ہم سے کہو، ہر مدعا اسلام کا آکر
ہوئے حاکم سے وَلَدِ عَمّ ہادی ہم کلام ... آکر
رہے سالک سدا ہم لوگ گمراہی کی راہوں کے
رہے مملوک مٹی کے گڑھے، سارے الہوں کے
رہے مردار کھا کھا کر، سدا مسرور ہم سارے
رہے رحم و کرم کی راہ سے کوسوں دور ہم سارے
رہے ہم سے دکھی ہر طور سے ہر لحہ ہم سارے
رہا ہر حوصلہ اِس طرح کا، اس طرح کی رائے
لی آمد رسول اللہ کی امر الہٰی سے
الگ ہم ہو رہے اس طرح، گمراہی کی کھائی سے
: لوگو! لگو اک مالک و مولا کی راہوں سے
کہا: لوگو! الگ ہو کر رہو سارے الہوں سے

کہا ارحم و کرم اور صلۂ رحمی کے رہو عادی
کہا ! رکھو دکھی لوگوں سے رحم و راہِ امدادی
کہا ! مُردار سے ہو دُور، ہمسائے کے کام آؤ
کہا! لوگوں سے مل جُل کر رہو، کر کے سلام آؤ
عمادِ اسلام[1] کے رکھو کھڑے ، اللہ کے ہو کر
رہو ہمراہی و ہمدم رسول اللہ کے ... ہو کر
رہو اسلام کے احکام کے عامل ہر اک لمحہ
رہو اللہ کے اکرام کے حامل ہر اک لمحہ
رہے حامی رسول اللہ کے ہم، حاکمِ عالی
عدو سارا ہوا مکہ کا، ہر مملوک ہر والی
ہوئے رسوا وہاں ہم، ہر دُکھ و آلام کو سہہ کر
دُکھوں کا گھر ہوئی مکہ کی وادی، ہائے اداں کر
ہوا حکمِ رسول اللہ، سارے درد دکھ کھا کر
رہا آلام سے ہوں اہلِ مکہ کے، اِدھر آ کر
ادا کی وہ کہ ہادی کو ملی اللہ سے سورۃ[2]
کہ ہے موسُوم اسمِ اُمِّ رُوح اللہ سے سورہ

---

[1] ارکان اسلام یعنی نماز وغیرہ [2] یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت فرمائی جس کو سن کر نجاشی کا دل بھر آیا اور اسلام لے آیا۔ اور اہل مکہ کے فرستادہ گمراہوں کو انکار کے ساتھ واپس کر دیا۔

ملائم دل ہوا اُس کا، رہا اسلام وہ لاکر
اُٹھا مسرور، گمراہوں کو مکہ کے وہ ٹرکاکر
کہا کس طرح لوٹا دوں، کہو! اسلام والوں کو
کہا کس طرح سے کر دوں حوالے علم والوں کو
وہ محروم المراد اِس طرح سے مکہ کو لوٹ آئے
ہوئے رُسوا سَرِ درگاہِ حاکم ہائے رے ہائے

عمرؓ اسلام لے آئے

ہوئے دل سے دعا گو، ہادیِ عالم اِدھر، مولا
کسی عَمرو وعُمر کو حامیِ اسلام کر، مولا
ہوا امرِ الٰہی وحی سے، ہادیِ عالم کو
کہ عُمرو اسلام سے محروم ہوگا، مطلّع ہو لو
دُعا کی، ہو عُمر، مولا! رہِ اسلام کا سالک
عُمر سے کر مدد اسلام کی، مولا مرے مالک
دعا ہادیِ اکرم کی ہوئی وہ کام گار، آ کر
عُمر اسلام لائے، ہادیِ اکرم کے دُوار[۲] آ کر

---

[۱] حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عَمرو بن ہشام (ابوجہل) لمہ منہ کی کھائے

[۲] دُوار سے مراد دار ارقم ہے جہاں اس وقت آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا۔

عمرؓ اٹھے، کہا ! ہادی مرے، وادی کو گرماؤ
کہا! ہمراہ لو سارے کے ساروں کو حرم آؤ
حرم کو کلمۂ اسلام سے معمور کر ڈالو
عدو کا ڈر اسی لمحہ دلوں سے دور کر ڈالو
عمرؓ آئے حرم مسرور لے کر کارواں سارا
عمرؓ کو مل گئی راہِ ہدیٰ، کہہ کہہ کے للکارا
عمرؓ سے حوصلہ آ گے ملا اسلام والوں کو
ملال و دکھ ہوا محسوس، مکہ کے دلالوں کو
ہوئے مسرور اسلام عمرؓ سے، ہادیِ عالمؐ
حرم کا در کھلا، اسلام والوں کے لئے اس دم
ہوا حمدِ الٰہی سے حرم معمور اے لوگو
ہوا گمراہ لوگوں کے لئے محشور اے لوگو

ٹاٹ الگ کر دو

ادھر عمِ[1] رسولؐ اللہ رہے اسلام کے حامی
ادھر حاصل عمرؓ سے ہو گئی، امداد اسلامی
کمالِ دکھ ہوا، گمراہ سرداروں کو اس لمحہ
کمالِ دکھ ہوا، مرگھٹ[2] کے مرداروں کو اس لمحہ

---

[1] حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ [2] آگاہی، آئندہ کے لئے

کہا اک دوسرے سے، ہے عمر اک آدمی راضی
رُکے گی کس طرح اسلام والوں کی، اِدھر گاڑی
ہوا طے رلنے سے ہر اک کی، اے اہلِ حکم مُردو
محمدؐ کے اِدھر اُسرے کا لکھ کر، ناٹ الگ کر دو
وُلدؔ سے عکرمہ کے طے ہوئی وہ رلے لکھوا کر
حرم کے در سے لٹکا کر کہا سردار سے آکر
سلوکؔ اس طرح کا رَد ہو گا اُس دم اور گھر ہونگے
محمدؐ کو حوالے گر، ہمارے لا کے، کر دو گے
ملی مکہ کے لوگوں کی، عمر ہادی کو آ گا ہی
ہوئے اُسرے کو لے کر، دَرّہؔ سردار کو راہی
رہے سہ سال وہ سردار اُسرے کو وہاں لا کر
مسلسل درد و دُکھ سہہ کر، مسلسل گھاس کھا کھا کر
مگر امرِ الٰہی کے، رسول اللہ دُھڑتے سے
رہے ساعی سدا ہی، دَرّہ سردار سے آ کے
ہوا امرِ الٰہی وحی سے، لو گھر کی رَہ، اُڑ کر
محرَّر ہو رہا معدوم، ہو معلوم، گل سڑ کر

لہ ناٹ الگ کرنا محاورہ ہے جسکے معنی مکمل طور پر ترکِ تعلق کرنا ہے یعنی معاہدہ عدم سلوک ٹے منصور بن عکرمہ (طبقات)
تے حضرت ابو طالب سردار کہتے ہیں یعنی جسوقت محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دوگے تو یہ معاہدہ ختم ہو جائیگا۔ اور بائیکاٹ کی تحریر رد کر دیجائیگی اور آپ اپنے گھر رہیں گے، ہمارے اپنے، ہونگے، حضرت ابو طالب نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مگر اسمُکَ واللّٰہمّ کلمہ ہے، اٹل ہو کر
عدو کا دل ہراساں ہوگا، اِس مسطور کو کھو کر
ہوا معلوم وہ سردار کو، دوڑے حرم آئے
دلالوں سے کہا سٹر گل کے مٹی ہوگئی رائے
کہا: سالم اگر ہے، لو محمدؐ کو، حوالے ہے
محمدؐ کا کہا، دل کو ہمارے لوٹ ڈالے ہے
ہوئے سردار اس کے واسطے، اک دم سے آمادہ
ملا وہ ٹکڑے ٹکڑے، رُذ کو لے کر رہ گئے اعدا
اُدھر سے لوٹ کر وہ "درہ سردار" کو آئے
رہائی مل گئی "دَرّے" سے، اُسرے کو وہ گھر لائے

ماہرِ کلام دوسی کا اسلام

وہی ہے سال، دوسیؓ وادیٔ مکہ ہوا وارد
محمدؐ سے رہے وہ دُور، اُس سے آ کہے حاسد
کہے سحر محمدؐ سے، عدو ہو ہو گئے سارے
کلام سحر سے اس کے کمالِ سحر سے ہارے

(حاشیہ صفحہ کا) اور سارے خاندان کو لے کر گھر سے نکل پڑے ۵؎ درہ سردار یعنی شعب ابی طالب ۱؎ رائے یعنی معاہدہ
مسطور، جو در اصل سرداروں کی متفقہ رائے تھی ۲؎ طفیل بن عمر دوسی ملک کا بلند پایہ شاعر اور سردار قوم (صادق)

کلام سحر کی گرما و گرمی سے ڈرا دو سی
سدا مسدود رکھ کر سمع کو ہٹلا و یاں دو سی
مگر دل سے کہا، اِس ملک کا اہل کلام آ کر
ڈرے سحر کلامی سے کسی کی؟ اک امام آ کر؟
ہوا آکر کھڑا، اک لمحہ دار اللہ کے آ گے
رہے محوِ دُعا و حمد، سردار حرم، آ کے
کلام اللہ کی آ کر کے ٹکرائی صدا دل سے
ہوا آکر کھڑا وہ داعیِ اسلام کے آ گے
سرور آور صدائے سرمدی سے، وہ ہوا گھائل
اسی دم ہو رہا اسلام دل کی دُوڑ وہ مائل
اُسی دم لَاۤ اِلٰہَ کہہ کے اِلَّا اللہ کہہ ڈالا
اسی لمحہ محمدؐ کو رسُوْلُ اللہ کہہ ڈالا
ملا اسلام کو اک کارگر، اسلام کا حامی
ارادے کا ملا، اک ٹھوس و محکم، مردِ اسلامی

صدموں کا سال

اِدھر، آدھی صدی کو آئی، عمرِ ہادیِ عالم
ہوئے دس سال کُل وحیِ الٰہی کو ملے اُس دم

ملے صدمے رسول اللہؐ کو دو، رُوح و دل کاہی
وصالِ محرم[1] اوّل، وصالِ عمِ[2] ہم راہی
رہے اِس واسطے، ہم رائے علماء اہم سدا
کہ ہے "صدموں کا سال" وہ سال سرکارِ دوعالم کا
ہوئی مرگِ عمِ ہادی، وصالِ محرمِ دل سے
رسالوں سے ہوا معلوم، آدھے ماہ کے آگے
ہوا اُنہی سے، اس عرصہ رہی عمرِ عمِ داعی
الگ ہوکر وہ ہادی سے، ہوئے ملکِ عدم راہی
گئے وہ مسلکِ[3] والد کے ہر احساس کو لے کر
گئے وہ اِس طرح صدمہ رسول اللہؐ کو دے کر
وہ صدمہ اِس لئے کہ ہر دُکھ و آرام کو کھو کر
رہے وہ عمر ساری، اک رسول اللہؐ کے ہوکر
رہے مکہ کے گمراہوں کے آگے، وہ سدا ڈٹ کر
رہے حامی رسول اللہؐ کے، اعصار سے کٹ کر
سہارا وہ رہے، ہر گام سرکارِ دوعالمؐ کے
رہے وہ ہم دم و حامی سدا، ہادیِ اکرمؐ کے
ملا اک دوسرا صدمہ، وصالِ محرمِ دل سے
سکوں حاصل رہا، ہادی کو، اس کی سعی کامل سے

---

[1] حضرت خدیجہؓ [2] حضرت ابوطالبؓ [3] اسلئے کہ آخری کلمہ جو انکی زبان سے نکلا تھا وہ تھا "علی ملۃ عبدالمطلب" یعنی عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔ (سیرۃ المصطفیٰ)

رسول اللہؐ کی امدادِ مالی کو، دوام آ ئی
عروسِ رحمدل کی ہم دمی، ہر گاہ کام آئی
رہے ہر مرحلے سہل اُس کی ہلکی مسکراہٹ سے
سکوں حاصل رہا ہادی کو اُسکی سمع آہٹ سے
کمالِ دُکھ ہوا ہادی کو دُہرے صدمۂ دل سے
اسی سے گھر کے ہو کر رہ گئے، سرکار اک عرصے
عمِ[1] مردُود، گھر آ کر ملا، ہادیِ اکرم سے
کہا! صدمے کو کر دو دُور دل سے کام لو ہم سے
کرو ہر کام آگے کی طرح، معمول سے آگے
اُسے روکوں گا ڈٹ کر آئے گا کوئی اگر آڑے
مگر معلوم کر کے رائے سرکارِ دو عالمؐ کی
کہ دادا[2] کو مرے، آلامِ گھر[3] کی آگ کھائے گی
اسے معلوم کر کے آگ اُس کو لگ گئی اک دم
ہوا وہ ہو رہا آگے عدوِّ ہادیِ اکرم "
اُسی مرُدود کے آلام سے ٹھہرا سوال آ کر
کہ ہوا سلام کا ہر کار، اک کارِ محال آ کر

---

[1] ابولہب [2] حضرت عبدالمطلب ابولہب کے باپ [3] جہنم یعنی جب اسکو یہ معلوم ہوا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رائے ہے کہ میرے والد دوزخ میں رہیں گے تو وہ بوکھلا اٹھا اور آں حضورؐ کا پہلے سے بھی زیادہ جانی دشمن ہو گیا۔

داعیٔ اسلام سے کہسارِ مصر کا سلوک

وصالِ عم٭ داعی سے ملائکہ کے لوگوں کو
ہوا اک حوصلہ آلام کا سارے گروہوں کو
رکاوٹ ہو کے آگے آئے ساہوکار مکہ کے
سلوک عدم رحمی کو لئے سردار مکہ کے
رسول اللہؐ کے کوڑا و کرکٹ لا کے گھر ڈالا
سرِ مسعود کو داعی کے گرد آلود کر ڈالا
رہا اک دَور وہ کامل، دکھ و آلام کا ہر سو
محلہ در محلہ، راہ در رہ اور کو در کو
ہوئے اس واسطے وہ مصرؐ کو کہسار کے راہی
وہاں سے ہم دمؐ مملوک کو وہ کر کے ہم راہی
اسی اک آس سے وہ لوگ گر اسلام لے آئے
دگر امصار کا اک کارواں اسلام لے آئے
مگر کہسار والے اسم سے اسلام کے کڑ کے
ڈھیلے لے لے کے آدھمکے محلے کے ہر اک لڑکے

---

۱ اہل طائف ۲ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ڈلے لے کے ہادی کے وہ آگے آگے سارے
وہاں آکر رسول اللہؐ اُلجھا ٹھل گئے مارے[1]

ہراساں ہو گئے ہادیِ اکرمؐ ناز واں کھا کر
لئے ہم راہ ہم دم کو رُکے، کوہِ حرا آکر

وہاں وَلَدِ عدیؓ[2] مطعم ہوا وار دُولی ہو کر
حرم آئے رسول اللہؐ کہا! مولا سے رُو رُو کر

مرے اللہ، کرا اسلام سے آگاہ لوگوں کو
لگا اسلام کی رہ سے اِدھر گمراہ لوگوں کو

دکھی ہو کر ہوا، کہسار والوں سے اُدھر لوٹے
دعا کر کے حرم سے ہادیِ اسلام گھر لوٹے

احوالِ اسرار

رسول اللہؐ گھر والد کی لڑکی کے رہے سوئے
اِدھر الرّوحؑ[3] سردارِ ملائک آئے اُس کمرے

---

[1] آنحضورؐ کی شان میں "مار" کا لفظ اگرچہ دل و دماغ پر گراں گذر رہا ہے مگر اسکے علاوہ اس پرخار وادی میں کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے، آپ بھی اسے معذوری تصور فرمائیں ۔ صادق

[2] طائف سے واپسی پر آپ نے مطعم بن عدی سے کہلا بھیجا کہ کیا تم مکہ مکرمہ میں دخول کے لئے ہم کو پناہ دے سکتے ہو ۔ وہ اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو مسلح کر کے حرم کے دروازے پر پہنچا اور اعلان عام کیا کہ محمد (رسول اللہ) میری پناہ میں ہیں (سیرت المصطفیٰ) [3] حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام

اُٹھا کر وہ رسول اللہؐ کو سُوئے حرم لائے
کہا! حکمِ الٰہی ہے، مرے آگے، رسولؐ آئے
کہا! گھوڑا کھڑا ہے، ہادیِ دوراں، سواری کو
ملائک دو عدد آئے، رسول اللہؐ تمہاری کو
رسولِ ہر دو عالم، گلۂ اسلام کے راعی
ہوئے مسرور، اس حکمِ الٰہی سے، مرے داعی
ہوئے سرکار اسراءِ سماوی کے لئے راہی
رہی حاصل "ملکُ" "الروح" کی اُس لمحہ ہم راہی
رواں اس طور سے گھوڑا ہوا، مسرور ہو ہو کر
رُکا دارُالمطہرؐ دَم کے دَم، مسحور ہو ہو کر
وہاں محوِ دُعا و حمد آکر ہو رہے ہادی
جُھکا کر سَر درِ مولا سے، مولا کو سلامی دی
رُسُل سارے ہوئے دارُالمطہر ہم کلام آکر
ہوئے ہادی مرے، سارے رسولوں کے اِمام آکر
وہ سردارِ ملائک، ہادیِ اکرم کے ہم راہی
ہوئے لے کر رسول اللہ کو، سُوئے سَماء، راہی
سماوی دَر کھُلا "الروح اوّل آسماں آئے
رسولوں سے ملا کر، آسماں در آسماں، لائے

لہ اہلِ اللہ کا قبلۂ اوّل ۔ بیت المقدس

مآلِ کارسدری کے ادھر ہی آکے وہ ٹھٹکے
الگ وہ ہم رہی سے ہو رہے سرکار کی کہہ کے
رہا محروم ہراک ملأِ اعلیٰ کی رسائی سے
رہے سارے رُسُل ہی دُور، درگاہِ الٰہی سے
رسائی درگہِ مولا کو ہے، سرکار کا حصّہ
سلامی، ہم کلامی ہے، مرے سردار کا حصّہ
ہوئے معمور سرکارِ دو عالم، ہم کلامی سے
سرورِ دل ملا، اللہ کے آگے سلامی سے
عطاءِ داورِ عالم سے مالامال وہ لوٹے
لئے اللہ والوں کے لئے اعمال[1]، وہ لوٹے
رہا امرِ الٰہی، اس لئے اسرار کے رحلہ کے
سحر سے اک گھڑی اوّل مراحل طے ہوئے سارے

اسرارِ رسول کے دلائل

سحر کو اُٹھ کے ہادی ہو گئے سوئے حرم راہی
ہراک کو اطلاع دی آکے، اسرارِ سماوی کی

---

[1] پنجوقتہ نمازیں جو من جانب اللہ آپ کو امت کے لئے تحفہ ملا۔ ۱۲

ہوئے معلوم کر کے سر گراں، احوال اِسرا کے
رسول اللہؐ سے، سر دار و سا ہو کار مکّہ کے
ارؓم ٹھٹھا مکے، سر کار سے بہل سوال آ کر
کہاں ہے کارواں ٹھہرا ! کرو اِعلام حال آکر
کہا "رَوحا" وہاں کوئی سواری گم رہی اُس دَم
رہے اَسوار ہر اک دوسرے کے اُس گھڑی ہمدم
رواں، ہر کارواں کے لوگوں کے اعمال کہہ ڈالے
مَراحِل دَرمَراحِل، راہ کے اَحوال کہہ ڈالے
اُدھر سے کارواں لوٹا، گواہی دی حوالوں کی
دلوں کی آگ دہکی اُور، مکہ کے دلالوں کی
کہا! لوگو، محمدؐ کا کہا ہے اَصل سے عاری
کہا! سحر محمدؐ ہے، محمدؐ کی کلا کاری
ہوئے معلوم دعوے، ہمؓ دم ہادی کو ہادی کے
کہا دعویٰ اٹل ہے، حاسِد و گمراہ وادی کے
ہوئے راہِ ہُدیٰ سے اُور کوسوں دُور وہ سارے
حسد کی راہ سے لگ کر، رہے مسرور وہ سارے

ؓ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وادیٔ اُحُد کے لوگوں کا اِسلام

اُدھر اسرا کے سالوں، موسمِ اِحرام آ دھمکا
اُحُد سے کارواں اک[1] اوس کا، اُس گام آ دھمکا
رہا معلوم اُس کو اک رسول اللہؐ آئے گا
ہُدیٰ کی راہ سے وہ، سارے عالَم کو لگائے گا
ہوئے آگاہ وہ آکر، رسول اللہؐ وہ آئے
وہ مل کر داعیِ اسلام سے، اسلام لے آئے
رہے کُل آٹھ[2] سے دو کم اُحُد کے لوگ اِحرامی
ہوئے امرِ الٰہی سے، رہِ اسلام کے حامی
ہوا اِس طرح سے ہموار اک ماحول، اُس عرصہ
اُحُد کی وادی کے اَمصار کے گھر گھر کا دَر دَر کا

---

[1] مدینہ منورہ میں اسلام، مدینہ منورہ کو "وادی اُحُد" سے تعبیر کیا گیا ہے [2] مدینہ منورہ میں دو قبیلے اوس اور خزرج ہم مقابل تھے اور باہم لڑتے جھگڑتے رہے۔ اسلام کے بعد رفتہ رفتہ ان کا باہمی اختلاف و جھگڑا ختم ہوا۔ اسی طرح دو قبیلے یہود کے تھے ان میں بھی باہمی قدیم عداوتیں چلی آرہی تھیں [3] حضرت اسعد بن زرارہ، عوف بن الحارث، رافع بن مالک، عقبہ بن عامر، قطبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ یہ چھ حضرات قبیلہ اوس کے تھے، اور مدینہ کے اول اسلام لانیوالوں میں ہوئے اور وہاں اسلام کی راہ ہموار کرنے میں رسول اللہؐ اور اہلِ اسلام کی مدد کی۔ (سیرت خاتم الانبیاؐ)

مصر احد کے مددگاروں کا عہد اول

رسول اللہ ؐ کے احوال کو معلوم کر کر کے
وہاں آئے اُحدؔ[1] کے آدمی دو[2] اور دس گھر کے
وہ اگلے سال آئے، موسمِ احرام کے آگے[3]
ملے سرکار سے الگ کر الگ گھاٹی[4] سے اِک آ کے
وہ کر کے عہد[5] ہادی سے معاً اسلام لے آئے
وہاں سے دو معلم[6] ساعیِ اعلام لے آئے
ہر اِک ساعی رہِ اسلام کا ہر اک وہاں رہ کر
ہوا معمور گھر گھر، کلمۂ اسلام کہہ کہہ کر

---

[1] وادی احد کے مصر مدینہ طیبہ سے [2] بارہ آدمی دو اَوس کے اور دس خزرج کے وہاں آئے [3] حج کے مہینے میں ذرا کچھ پہلے ہی آ گئے تھے۔ [4] جمرۂ عقبیٰ جو منیٰ کے ابتدائی حصہ میں واقع ہے [5] لوگ اسلام لائے اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اسی بیعت کا نام بیعت عقبیٰ اولیٰ ہے جس کو عنوان میں "عہد اول" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[6] حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہما لوگوں کو قرآن اور نماز سکھانے اور اشاعت اسلام کی غرض سے بھیجے گئے، اس طرح اسلام میں مدرسہ کی بنیاد سب سے پہلے مدینہ میں پڑی (سیرت خاتم الانبیاء)

مصرِ احد کے مددگاروں کا عہدِ دوم[1]

ہوئے مصعب اُحد سے کر کے حاصل ساری آگاہی
کئی سو لوگ، اگلے سال، مکہ کے لئے راہی
ارادے سے، حرم آکر ملے ہادیٔ عالم سے
کرے احرام و عمرہ کو ادا، اسلام لے آئے
ارادے سے مُصر ہو کر، وہ لے کے عہد ہادی سے
اُحُد کی وادی کو کر دے حرم، مکہ کی وادی سے
ارادے سے، وہ مکہ کے اِدھر، دو مرحلہ رک کر
رسول اللہ کو کر دے مُطلع، ہم دم کوئی لگ کر
ہوئے معلوم کر کے ہادیِ اکرم اُدھر راہی
ہوئے عمِ گرامیؓ حامی و ہمدرد۔ ہم راہی
اُسی معہود گھاٹی کو گئے، ہادی مرے، آکر
کہ اس گھاٹی سے دس اور دو گئے اِسلام لا لا کر

---

[1] بیعت عقبۂ ثانیہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن ابو طالب کی وفات کے بعد آں حضور کے حامی و مددگار رہے اور ہمیشہ پورا خیال کرتے رہے۔

(سیرت خاتم الانبیاء)

ہُوا کل ساٹھ و دس سے لوگ واں اسلام لے آئے
مدد کا کر کے آئے عہد وہ اسلام کے سائے
کہا! ہادی ہمارے، ہو گئی مکہ کے لوگوں کی
ہُوا حد سے حسد کاری و ہٹ دھرمی و گمراہی
ہماری رائے ہے اس واسطے اے سرورِ عالم
رہے یثرب اُمُّ القُرٰی، ہمارا ہادیِ اکرم
رہے آلام و دُکھ سے دُور وہ اعدائے مکہ کے
دکھائے راہ وہ اسلام کی یثرب اُمُّ القُرٰی کے
رہے گا ہر کوئی وعدہ رہا اسلام کا حامل
رہے گا ہر کوئی حکم رسول اللہؐ کا عامل
اٹھے عمِّ گرامی اور لوگوں سے کہا ٹھہرو
مددگاری کا روح و دل سے محکم عہد کر لو
اگر آئے وہاں کوئی محمدؐ کا عدو ہو کر
کرو وعدہ[1]، لڑو گے اس سے ڈٹ کر ہم گلو ہو کر
ہوا وعدہ مددگاروں کا، ہر اک حال، ہر لمحہ
رہے گا حامی و ہم دم وہ سرکارِ دو عالمؐ کا
سرورِ دل ہوا حاصل رسول اللہؐ کو وعدے سے
مددگاروں سے لے کر عہد وہ، سوئے حرم لوٹے

---

[1] اس عہد کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

ہوا دس[۱] اور دو کو کارواں کے حکم ہادی کا
کرے وہ لوٹ کر اصلاح کا ہر کام، وادی[۲] کا

اہل اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم

ہوئی عہدوں کی ہر اک اطلاع مکہ کے لوگوں کو
دہک اٹھی حسد کی آگ، آگے سے ہوا، لوگو
ہوئے وہ دکھ دہی کے واسطے، ہر گاہ آمادہ
رکاوٹ ہو گئے، اللہ والوں کے لئے اعداء
ہوا حکم الٰہی وحی سے، ہادیِٔ عالم کو
احد کے مصر اک اک کر کے، لوگوں کو رواں کر دو
ہوا امر رسول اللہؐ ہر اللہ والے کو
احد کے مصر کو ہر اک، الگ ہو ہو کے راہی ہو
معاً اس امر ہادی سے ہر اک ہم دم و ہمراہی
ہوا مکہ کو کہہ کر الوداع، بمصر احد، راہی
ہوئے سلمہ[۳] کے والد اولاً مع اہل آمادہ

---

[۱] بارہ آدمیوں کو اصلاح و تعلیم اور اشاعت اسلام کا نقیب اور ذمہ دار ٹھہرایا [۲] یہاں وادی سے مراد وادی احد ہے جس میں مدینہ منورہ واقع ہے [۳] حضرت ابو سلمہ ابن الاسد (تاریخ اسلام)

رکاوٹ ہو کے آ گے ڈٹ گئے اسلام کے اعدا
کہا ٹھہرو![1] ہماری ہے وہاں سلمہ کی اُسرائی
کمک گھر کی گئی، مولود کو سلمہ کے لے آئی
الگ سلمہ کے والد ہو رہے، اس طرح الحاصل
ہوئے معمورۂ ہادی کو راہی، مرد وہ کامل
ہوا اس طرح ہر اک حامی ہادی الگ ہو کر
رواں وادی سے مکہ کی، گھر و اموال کو کھو کر
رہے محروم وہ مملوک[2] گمراہوں کے معدودے
کہ راہی ہوں کسی دم، مالکوں کو مال دے دے کے
علی و ہم دم[3] ہادی رُکے ہادی کی رائے سے
کہ ہو محروم ہادی کس لئے ہم دم کے سائے سے

---

[1] حضرت ابو سلمہ کے خاندان نے گود کے لڑکے کو روکا اور ام سلمہ کے خاندان نے ام سلمہ کو — اس لئے ابو سلمہ تنہا مدینہ کے لئے روانہ ہوئے، کچھ عرصہ بعد یہ دونوں بھی مدینہ پہنچ گئے۔ (ہادی عالم)

[2] صرف معدودے چند افراد رہ گئے جو کافروں کے غلام تھے، ان کے پاس رقم نہیں تھی کہ وہ دے کر چھٹکارا حاصل کرلیں۔

[3] حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آں حضور کی رائے سے بحکم خداوندی وہاں رک گئے تاکہ اللہ کا رسول اپنے ہمدموں کی ہمدمی سے یکدم محروم نہ ہو جائے۔

کارروائی مکہ کے ساہوکاروں کی

کمال دُکھ ہوا اس حال سے مکہ کے لوگوں کو
ہوا طے "رائے گھر"[1] سردار ہر گُٹ کا اکٹھا ہو
اکٹھا ہو گئے اعلام سے سردار[2] و سرکردہ
اِکٹھا ہو گئے مکہ کے سارے "مُرد بی و مُردہ"
وہاں عدمِ کرم کی رائے ہر سردار کی آئی
مگر عمِ رسول اللہ[3] عدوّ اللہ، اُسرائی[4]
اٹھا اور گرم ہو کر رائے دی سردار لوگوں کا
مخاصر ہو کے اک گُٹ مار ڈالے کر کے اک حملہ
کہا آمادگیِ معرکہ[5] سارے گروہوں سے
محال اک امر ہوگی اُسرہ احمدؐ کے لوگوں سے

---

[1] دارالندوہ [2] عتبہ، شیبہ، ابوجہل، ابوسفیان، حارث بن عامر، نضر بن حارث، امیہ بن خلف ربیعہ بن الاسود وغیرہ سرداران مکہ جمع ہوئے (تاریخ اسلام) [3] ابوجہل [4] اُسرائی بمعنی خاندانی

[5] ابوجہل نے کہا کہ جب سارے سرداروں کا گروہ قتل میں شامل ہوگا تو اس کا دم ہر ایک کے سر آئے گا اسطرح محمدؐ کے خاندان کا ہر گروہ کے خاندانوں سے معرکہ و مقابلہ ایک امر محال ہوگا۔

لگی عمدہ وہ رائے عمرؔو [1]، مردودِ [2] متمرؔ کو
کہا! اس رائے کو دو گرزہ، اٹھو اور عمل کو لو
عدوُّ اللہ طے کر کے، گھروں کو آ گئے سارے
ہوئے مردودؔ [3] کی اُس رائے سے مسرور، ہر کارے

رسول اللہ کو وداعِ مکہ کا حکم

اُدھر امرِ بلا کی رسول، اُٹھے وہ طے کر کے
ہوا معلوم ہادی کو اِدھر وحیِ الٰہی سے
ہوا وارد مآلِ کار، حکم داورِ عالم
سوئے معمورۂ ہادی ہوں لکھ کو ہادیِ اکرم
اُدھر مکہ کے گمراہوں کا اِک دل گرم، تڑا کر
رسول اللہ کے گھر کا محاصِر ہو رہا، آ کر
رہا مسرور اُس لحہ، ہر اک سردار وادی کا
اُسی عرصہ، ارادہ ہو رہا رحلہ کا، ہادی کا

---

[1] ابو جہل [2] شیخ نجدی یا ابلیس ملعون جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے (ہادی عالم) [3] اس دوسرے لفظ مردود سے مراد ابو جہل ہے کیونکہ یہ رائے اسی خبیث النفس کی تھی۔ صادق

اِدھر مکہ کے سرداروں سے گھر محصور ہے سارا
کہ ہر سے روح ہادی کی ہے سارا مُدّعا اُنکا
کہا آ کر علیؓ سے، حکم ہے اللہ کا اِس دَم
کہ ہو معمورۂ ہادی کو راہی، ہادیِ عالم
مری ہے رائے کہ مکہ ر کو، اموال کو لے کر
ملو بھر اُحُد، مالک کو اس کا مال، لے دے کر
مری آرام گہہ، آرام اِس عرصہ کرو، آؤ
ہَری والی رِدا اوڑھو مری، اور سُو رہو آ ؤ
علی کو حکم دے کر، ہادیِ اکرم اِدھر آئے
لگائے ٹکٹکی سردار مکہ کے رہے، ہائے
کلامُ اللہ کی سُورَہ کا کر کے وِرْد، دَم مارا
رہا، گُم کردہ راہوں کا کھڑا وہ کارواں سارا
لکھا اللہ کا، ہادی مرے، ہم دَم[1] کے گھر آئے
سَروں کو سارے سرداروں کے مٹی ڈال کر آئے
کہے احوال سارے کر کے اُس ہم دَم[2] کو ہم راہی
حَرم کو الوداع کہہ کر ہوئے، سوئے اُحد[3] راہی

---

[1] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[2] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہاں سے آکر آپ نے سارے حالات بتائے اور انہیں ساتھ لے کر کھڑکی کے راستے سے حرم مکہ کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے (سیرت خاتم الانبیاء)

سَحَر کو، اک صَدا آئی، کھڑے ہو کس لئے، لوگو
ہوئے راہی رسول اللہؐ اک عرصہ ہوا، دَوڑو
لگا مَردُود لوگوں کے، صدا سے دل کو اِک دَھکا
ہوا رُسوا ہر اک سردار، اہلِ وادیِ مکہ
صدا دی، اور لوگوں کو، اِدھر دوڑو، اُدھر دوڑو
محمدؐ کو اِدھر لوٹا کے لاؤ، مال ہم سے لو
ہُوئیں لے کر حصولِ مال کی، دوڑے کئی سارے
لکھا اللہ کا، لوٹ آئے سر لٹکا کے ہرکارے
ہوئی ہر سَعی مَردُودوں کی اک دَم رائگاں، لوگو
ہوئی رِحلہ رسول اللہؐ کی وہ کامراں، لوگو
ہوئے مٹی ارادے، ولولے سردار لوگوں کے
ہوئی رُسوائیِ دوراں، گلے کا ہار لوگوں کے

گئے کہسار کی گھاٹی

گئے کہسار[1] کی گھاٹی کو ٹھہرے، ہادیِ اکرم
رہے ہمراہیِ رِحلہ، مکرم حامی و ہم دَم

---

[1] غار ثور مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے۔ سیرت خاتم الانبیاء

رہے ہادیؐ و ہم دمؓ کھوہ سے کہسار کی لگ کر
رہے واں، وادیِ مکہ کے ہر سردار سے لگ کر
طعامِ راہ "اُس عرصہ[1]"، وہاں لاتی وہی اسماء[2]
اَدا سے اِک "دو رسّی والی[3]" کہلائی، وہی اسماء
وہی اسماء کہ ہے وہ ہم دمِ[4] ہمؑ عمر کی لڑکی
وہی اسماء کہ ہے ہم راہی و ہم عصر کی لڑکی
وَلَد[5] اُس ہم دم و حامی کے، ہر احوال کو لائے
مُسلسل، لُک لُکا کر، کھوہ کو کہسار کی آئے
ہوا حکمِ الٰہی، کھوہ کے سارے کھلے حصّے
معمّر بکری کو، آکر اُسی لمحہ، اُسے ڈھک[6] لے
اُسی دم دو عدد، اُڑ، اُڑ کے صحرائی حمام آئے
وہ معماری کو گھر کی، کرکٹ و کوڑا، اٹھا لائے
ہوا اُس کھوہ کا حالِ دِگر، حکمِ الٰہی سے
وہاں، گمراہ آکر لوٹ آئے، گھر کو راہی[7] سے

---

[1] مسلسل تین راتیں [2] حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ [3] حضرت اسماء نے کھانے اور پانی کے برتنوں کو اپنی اوڑھنی پھاڑ کر باندھ لی تھی، یہ ادا آں حضور کو بہت پسند آئی اس لئے پیار بھرے لہجے میں آپ نے حضرت اسماء کو "ذات النطاقین" (دو رسّی والی) کہہ کر پکارا [4] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [5] حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (بقیہ حاشیہ صـ۱۲۱ پر)

[7] یعنی ایک راہی کی طرح صادق

گھاٹی سے وداعی

وہاں اک عرصۂ[1] محدود رک کر ہادیٔ عالم
مآل کار، راہی ہو رہے اُس کھوہ سے اِک دم
سواری لے کے، اک مملوک[2] ہم دم کھوہ کو آئے
وہی ہمراہ، طے کردہ وہاں اک راہ داں[3] لائے
ہوئے ہادیؐ و ہم دم، راہ داں، مملوک ہمراہی
الٰہی امر سے، بہرِ اُحُد کی دُور وہ راہی

(ص۱۲۱ کا باقی حاشیہ) ۵ چند قیافہ شناس قدموں کے نشانات تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے مگر قدرت خداوندی! ان کی نظریں اس غار سے پھیر دی گئیں کسی نے جھک کر نہ دیکھا بلکہ ان کے سب سے بڑے چالاک امیہ بن خلف نے کہا: ان کا یہاں ہونا ایک امر محال ہے کیونکہ غار کے منہ پر مکڑی کا جالا ہے اور کبوتروں نے گھونسلا بنا رکھا ہے حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت گھبرائے جب یہ سب باتیں کر رہے تھے مگر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے (لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا) (سیرت خاتم الانبیاء) ۱ تین رات غار ثور میں قیام رہا اور یکم ربیع الاول پیر کے دن روانگی ہوئی ۲ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ دو اونٹنیاں لے کر آئے، ایک پر ہادی اکرم دوسری پر حضرت ابو بکرؓ اور پیچھے ان کے غلام سوار ہوئے اور عبداللہ بن اریقط راستہ بتانے کے لئے آگے آگے رہے جو اجرت پر لائے گئے تھے

معاملہ ولدِ مالک گھوڑسوار کا

وَلدِ مالک کا، سرگرداں رہا ہر راہ، سرِ دے کر
کرے محصور ہادی کو، ہوس کو مال کی لے کر

رواں ہے راہِ ساحل سے، ہوئی طامع کو آگاہی
اسی ساحل کی رَہ لگ کر ہوا، مَردود وہ راہی

محل سے آلگا ہادی کے، وہ گھوڑے کو دوڑا کر
ارادے سے، رہے گا وہ، رسول اللہ کو لوٹا کر

اُسی دَم گر اُٹھا گھوڑا، وہاں ٹھوکر کوئی کھا کر
وَلدِ مالک کا، سوکھی سطحِ مٹی سے... لگا آکر

کمالِ ڈر ہوا اُس کو، لگا وسواس اُس لمحہ
محمدؐ کی دعاؤں کا ہوا، احساس اُس لمحہ

دُعا کر دو، کہا، ہوتوں رہا دُکھ کار روگوں سے
کہا، دَم سادھ لوں گا، وادیِ مکہ کے لوگوں سے

---

۱ سراقہ ابن مالک ۲ گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ گر کر چوٹ کھا گیا ۳ اسکو گمان ہوا کہ یہ حادثہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعاؤں کا نتیجہ ہے ۴ اس نے کہا میرے حق میں دعا کر دیجئے کہ میں ٹھیک ہوجاؤں، میں کسی سے یہ راز فاش نہیں کروں گا، چنانچہ اس نے واپسی پر وعدہ وفا کیا۔ (حاشیہ ص ۱۲۳)

دُعاگو ہو گئے، ہادی مرے، اللہ کے آگے
رہا وہ ہو رہا دُکھ سے، ہوا گھوڑا کھڑا، آ کے
وَلَد مالک کا دَم سادھے، سوئے مکہ ہوا راہی
ہوئی احوال سے اُس کو رسولؐ اللہ کے آگاہی
ملے اُس کو کئی اک طبعِ ملک و مال کے راہی
کہا ہر راہ سے، ہر موڑ سے ہے، ہم کو آگاہی
کہا: اس راہ کی ہر سعی ہے اک سعی لاحاصل
اِدھر سے لوٹ لے ہر آدمی کہ، انحاصل
اُسی کی ہم کلامی سے، وہ سارے لَوٹ کر آئے
ہوئے رُسوا سَرِ دَوراں، گئے گھر رُو کو لٹکائے
رہا اس طرح سے وہ کارواں آگے رواں ہو کر
لگا مِصرِ اُحُد سے، کامگار و کامراں ہو کر

معاملہ سرائے کی رہوم کا

مراحل کر کے طے، ہادیؐ وہم دم، ہمدمؓ راعی
رُکے آ کر سرائے راہ، اُس رحلہ کے ہمراہی

(بقیہ ص۱۲۳ کا) اور جو راہ میں ملا اسے واپس لے گیا اور کہا محمدؐ کا کہیں پتہ نہیں ہے [1] عامر بن فہیرہ [2] وہ سرائے اور خیمہ ام معبد کا تھا، وہاں آ کر آپ مع ہمراہیوں کے رُکے کہ کھانے کی کوئی شئی مل جائے تو کھا پی کر پھر روانہ ہوں۔

ارادے کو طعام و دوسرے ماکول کے، لے کر
رواں ہوں کھا کے اُس ماکول کو دلم و درم دے کر
کہا: ماکول ہوگا؟ مالکہ سے اُس سرائے کی
کہا: محروم ہوں آگے کو آکر، اور ہاشے[1] کی
وہ ہوم[2] اک دور، ہادیِ دو عالم کو دکھائی دی
کہا دُودھ لوں، اگر ہو رائے، اس کو، مالکہ گھر کی
وہ محروم طعام و اکل، دل سے آہ اک لا کر
کہا: اُس کے کہاں ہے دُودھ، دُودھ لو، ہوا گر آکر
رسولُ اللہ آئے، دُودھ دُودھ ڈالا گھڑوں اُس سے
رواں وہ ہو رہے اُس دُودھ سے، آسودہ ہو[3] ہو کے
کہا: رکھو، گھڑوں ہے دُودھ، مالامال ہو اِس سے
سدا مسرور رہو، ہر گام ہو، ہر حال ہو اس سے

---

[1] جب ام معبد سے معلوم کیا تو اس نے کہا افسوس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، عرب کے دستور کے مطابق اسے لازمی طور پر افسوس ہوا ہوگا کیوں کہ ان کے یہاں کوئی مہمان ہو کر بھوکا رہے ایک قابل افسوس بات تھی۔

[2] رہوم، دبلی پتلی بکری (یہ عربی لفظ ہے) نوٹ اُمِ معبد کا نام عاتکہ بنت خالد اور ابو معبد کا نام اکثم بن عون تھا۔ (تاریخ اسلام)

[3] یعنی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور روانہ ہوگئے باقی کافی سا دودھ اس مالکہ کے لئے چھوڑ گئے۔ (صادق)

ہوئی مسرور لے کر حال دل اس راہ والے کا
ہوا محسوس اُس کو کام ہے اللہ والے کا
اُدھر راہی ہوا وہ کارواں اللہ والوں کا
اِدھر اُس مالکہ کا آدمی صحرا سے گھر لوٹا
گھڑوں رکھا ہوا اس کو ملا وہ دودھ اُس لمحہ
کہاں سے آرہا، سائل ہوا وہ دودھ اِس لمحہ
کہا ہمراہ دو اک ہم دموں کے مرد اک عالی
مِہ کامل ادا اوسط سرو داڑھی مگر کالی
رُکا آکر دُوھا دُودھ[1] اِس کا رکھ کر ہو رہا راہی
رہا وہ مردِ کامل ہو گئی ہے ہم کو آگاہی
ہوا مسرور اُس کا مرد احوالِ مکرم سے
ہوا معمور[2] دل اُس کا ہم ہادیِ عالم سے

---

[1] یعنی اس لاغر بکری کا دودھ دوہا۔ نوٹ " دوہا" کا " واو" تقطیع میں نہیں آئے گا۔ وہ "واو" خود" کے واو کی طرح ہے۔

[2] سیرت المصطفیٰ میں ہے — ام معبد کے شوہر نے کہا — اگر میں ان سے ملتا تو ان کی صحبت میں رہتا اگر مجھے موقع ملے تو بھی ایسا کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد ان دونوں نے بھی ہجرت کی اور مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔

(سیرت خاتم الانبیاء)

اک صدائے لامعلوم

لکھا ہے، وادیِ مکہ کے گرد اگرد، الہامی
صدائے آسماں آئی، ہوا سامع ہر اک عامی
کوئی سمجھے صدا سے کس لئے محروم ہو، لوگو!
صدا کا ماحصل اس طرح ہے، معلوم ہو، لوگو!
عطا دو ہمدموں کو ہو، کرم اللہ کا لوگو،
سرائے راہ ٹھہرے، لے کے وہ راہ ہدیٰ لوگو
ہوئی وہ مالکہ راہ[1] ہدیٰ کی ٹھوس، اک راہی
محمدؐ کا ہوا، اُس مالکہ کا مرد، ہمراہی
رہوم و دودھ کا اُس کے، کرو معلوم حال آکر
رہوم اُس کی گواہی دے گی اُلٹو، کرو سوال آکر
رہوم وہ دے گئے آکر، اُسی اللہ والی کو
کہ اُس کا دودھ حاصل ہو، ہر اک رہرو سوالی کو[2]

---

[1] سرائے کی مالکہ اُمِ معبد۔

[2] سیرت المصطفیٰ میں اس سلسلے کے اصل عربی اشعار موجود ہیں یہاں صرف ترجمہ منظوم کر دیا گیا ہے جو غیر منقوط ہے۔ (صادق)

اسلمی سہمی کا اسلام

ہوا معمورۂ[1] ہادی کے آگے، اسلمی حائل
مگر آکر ہوا، راہِ ہدیٰ کی دور، وہ مائل[2]
وہ ملک و مال کی لے کر ہوس، حائل ہوا آ کے
ہوا آ کر کھڑا اِک دم رسول اللہؐ کے آگے
ہوئے سائل رسول اللہؐ گروہ و اِسم؟ اک دم سے
کہا، ہوں اسلمی، ہوں سہم کی اولادِ اسلم سے

---

[1] مدینہ منورہ [2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع اہل مدینہ کو مل چکی تھی اس لئے جس طرح جمال جہاں آرا کے لئے آنکھیں منتظر تھیں مدینہ کے کافروں میں پیش آنے والے خطرناک زندگی کے باعث ایک ہل چل مچ گئی اور مکہ سے انقطاع دوستی کا خطرہ لاحق ہوا اس لئے بریدہ اسلمی ستر آدمیوں کو ساتھ لے کر نکل پڑا کہ وہ مدینہ میں داخل ہونے سے قبل ہی آں حضورؐ کو گرفتار کر لے اور اہل مکہ کے حوالے کر کے سَو اونٹوں کا انعام حاصل کرے مگر آں حضورؐ کو دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہو گئی اور ایسا مقناطیسی اثر پڑا کہ خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

(تاریخ اسلام)

ہوا سائل اُسی دَم وہ کہوا حوال کس سے ہو
کہا! احمدؐ، محمدؐ، داعیِ اسلامؐ ہو ں لکھ لو
ہوا اسلام کا، اسلام کے داعی کا دل دادہ
ہوا ہمراہ سارے ہم دموں کے دل سے آمادہ
اُسی دَم لَا اِلٰہ کہہ کے اِلَّا اللہ کہہ ڈالا
اُسی لمحہ، محمدؐ کو، رسول اللہ کہہ ڈالا

دورِ سوم

رسول اللہ کی آمد اولادِ عمروؔ کے گاؤں

رہا ہر دم دعاگو، ہر مددگار اور ہر ہم دم
رہے مِصر اُحُد آکر ہمارا ہادیِ اکرم
سرورِ سرمدی کر دے عطا، اللہ والوں کو
مُرادِ دل ملے، اسلام کے مسحور لالوں کو
ملی اک اِطلاع اُس سرکار مکہ سے ہوئے راہی
سَحَر ہو گی مُرادوں کی، ملی لوگوں کو آگاہی
سُرُوں سے آمد آمد کی رِدَاءِ حوصلہ ڈالے
مسلسل عمروؔ کی اولاد[1] کے کل گاؤں[2] کے گھر والے
سوئے حَرّہ گئے مسرور ہو ہو کر مگر وائے
لگے لُو، کھڑے رَہ رَہ کے وہ محروم لوٹ آئے
مآلِ کار، ماہِ سوم[3] کی دس اور دو آئی

---

[1] اولادِ عمروؔ یعنی بنی عمرو بن عوف [2] گاؤں سے مراد قبا ہے، قبا مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بنی عمرو بن عوف قبا میں رہتے تھے [3] اکثر روایات کے اعتبار سے آپ دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو قبا میں تشریف لائے۔ ۱۲۰

گئی ٹولی مددگاروں کی جَرَّہ اور ہو آئی
اٹھی صدا، وہ آ گئے، وہ آ گئے، لوگو
ہُوا ہلا کہ سرداروں کے سرور آ گئے، دوڑو
دلدادگاں سمع صدا سے، لہلہا اُٹھے
گھروں کے لوگ، ٹولی وار سارے ہمہا اُٹھے
سل حوصلوں کا ہی رہا، اُس دم سماں طاری
ہر اک دوڑا کہ وہ اوّل کرے، ہادی کی دلداری
آمد سے ہادی کی، سحر معمور اُس لمحہ
وَلد گھر گھر کے گا، گا کر رہے، سرور اُس لمحہ
کے سائے سائے اِس لئے سرکار کو لائے
کہ سارے لوگ ہوں آگاہ، سرکار دو عالم سے
ے وہ عمرو کی اولاد کے اس گاؤں و گھر آ کر
ملے گھر سعدؓ کے، سرکار سے، سردار و سر، آ کر
آرام گہہ وَلَدِ ہَدَم کا دار ہادی کا
ملا آ کر وہاں ہادی سے ہر دل دار ہادی کا
گھر گاؤں، ہادی سے ملے، ہمدم علیؓ آ کر

سعد کا گھر دور دور سے آنے والے لوگوں سے ملاقات کے لئے تھا اور بنی عمرو بن عوف کے سردار
ہدم کے یہاں آپ قیام پذیر رہے ۱۲۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ جو امانت کے مال امانتداروں
پہنچانے کے لئے رہ گئے تھے وہ بھی واپس آ کر آں حضور سے قبا میں ملے۔ ۱۲

مرے ہادی کے گھر رکھتے ہوئے اموال، لوٹا کر
ملا اِس گاؤں کے لوگوں سے، ہر آرام ہادی کو
سکوں حاصل رہا، رُک کر وہاں، ہر گام ہادی کو

اللہ کے گھر کی معماری

اُدھر کا دورِ اسلامی، مصلّے[1] سے رہا عاری
ہوئی اِس واسطے اللہ کے اک گھر[2] کی معماری
کہ ہر اک ہو کھڑا آ کر وہاں، اللہ کے آگے
جُھکائے سر، بحمدِ اللہ گھر اللہ کے، آ کے
کھڑا رکھے عمادِ[3] اسلام کا، اسلام کا حامل
رہے ہر دم ہر اک، اللہ کے احکام کا عامل
ملا اکرامِ معماری کا گھر کی گاؤں والوں کو
سرورِ دل ملا، اسلام کے مسحور لالوں کو
ہوا موسوم، اول وار وہ "اللہ کے گھر سے"
مُصلّے سے، درِ اکرام سے، "اللہ کے ڈر سے"

---

[1] مسجد قبا جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ [2] نمازوں کا قیام [3] اس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ یعنی اللہ کے ڈر پر رکھی گئی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ

اسلامی سال کا سلسلہ

وداع کے سال سے لاگو ہوا ہے سال اسلامی
عمرؓ کی رائے[1] سے، اُس رائے کے علما ہے حامی
ہو ہر لمحہ، ہر دم مُطَّلع اِس حال سے لوگو
ملا اصلاً عُلُو اسلام کو، اِس سال سے لوگو

ورودِ رسول در معمورۂ رسول

ہوئی اُس گاؤں سے مصرِ اُحُد[2] والوں کو آگاہی
ہوئے مصرِ اُحُد کی دُور بادی، گاؤں سے راہی
اکٹھا ہو گئے، مصرِ اُحُد کے گھر دُوار[3] آکر
ہر اک کی سعی ہے، ہر لے سواری کی مُہار[4] آکر

---

[1] حضرت عمرؓ کی رائے پر اسلامی سال یعنی سن ہجری کا آغاز ہجرت مکہ سے ہوا جس کا اول ماہ "ماہِ محرم" ہے۔
[2] مصرِ اُحُد اور معمورۂ رسول کا استعمال جہاں بھی ہوا ہے اس سے مراد مدینہ منورہ ہے۔
[3] گھر دوار مقامی بولی کا محاورہ ہے جس کا مطلب ہے گھر کا گھر، بچے بچے سب نکل پڑے۔ [4] سواری کی لگام پکڑ لے

رِدا کے سائے سائے ہے، ہمارا ہادیِ دوراں
ہر اک کو علم ہے اِس واسطے ہر اک ہے سر گرم
رسول اس طرح سے، ہمراہ ہر اللہ والے کے
ہوئے راہی، دلاسا گاؤں کے لوگوں کو دے دے
وہاں اولادِ سالم[1] کے محلے رُک گئے، آ کر
عمادِ[2] اسلام کا کر کے کھڑا، راہی ہوئے سر
لگائے لَو، مددگاروں کا دل ہے اگر د لہرا کر
سواری، ہادیِ اکرم کی اس کے گھر رُکے آ
ہر اک کی سعی ہے، ہمسائگی اسکو ملے اُس دم
ہر اک کی سعی ہے، مہماں ہوں اُسکے، ہادیِ اکرم
مُکرم آس لوگوں کی مکمل کس طرح ہو گی؟
سماں اس طرح کا طاری ہے، اک رُتاں و سُرور
ہوئے سارے مددگاروں سے ہادی ہم کلام، آکر
کہاں ہے دَم؟ کوئی لے لے، سواری کی لگام آ
سواری کس محل ہو گی کھڑی، موہوم ہے، لوگو
رُکے گی کس کے گھر، اللہ کو معلوم ہے، لو
سواری کو کوئی رُوکے، سراسر دُور ہے، لوگو

---

[1] آپ بنی سالم کے محلے میں پہنچ کر سواری سے اتر پڑے۔ [2] آپ نے وہاں سب سے پہلا نماز جمعہ ادا فرمائی اور نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ (سیرت المصطفٰی)

رُکے گی حکم سے اللہ کے، مامور ہے، لوگو
کلامِ داعیِ اسلام سے، سارے ہڑک اُٹھے
مددگاروں کے، اس سمعِ صدا سے، دل دھڑک اُٹھے
سواری آ لگی اولادِ مالک کے محلّے[1] سے
رُکی آ کے مددگارِ رسول اللہ[2] کے گھر کے
ہوئے اولادِ مالک کے رسول اللہ صلعم سیانے
مددگارِ مکرّم کے وہ مہماں ہو کے گھر آئے
ہوا دارِ مددگارِ دل آور، دار ہادی کا
رہا دراصل آگے سے[3] وہی گھر، دار ہادی کا
سراسر حوصلوں سے کھل اٹھا معمورۂ ہادی
گمک اُٹھی گلوں کی طرح، ساری شہر[4] کی وادی
رہے ٹھہرے اسی گھر ہادیِ اسلام، اک عرصے[5]
ملا ہادیِ عالم کو سدا آرام اُس گھر سے

---

[1] محلّہ بنی مالک اور بنی نجار۔ [2] حضرت ایوب انصاریؓ [3] بہت سے علمائے یہود کی پیش گوئیوں کی بنیاد پر شاہ یمن تبع نے یہ مکان آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت پہلے تیار کرا دیا تھا۔ [4] مدینۃ النبی۔
[5] گیارہ ماہ سے کچھ زاید۔

داراللہ اور حرم رسول کی معماری

رہا وہ مصر[1] عاری آمد سرکار کے آگے
درِ اطہر سے، داراللہ سے، اللہ کے گھر سے
محل اک مول[2] لے کر ہو گئی اس گھر کی معموری
رہی گو مالکوں کے دل کو طمعِ مال[3] سے دوری
اٹھا مٹی وگارے[4] سے وہ گھر اللہ کا سادہ
رہے معمار اک وَلَدِ علی[5]، داعی کے دل دادہ
اُسی مٹی وگارے سے بنے اللہ کے گھر سے
مکمل ہو گئے حرم رسول[6] اللہؐ کے دو کمرے
اساس اس طرح سے رکھی گئی اللہ کے گھر کی
کہ ہو رُوگاہ لوگوں کے لئے دارُالمطہر[7] ہی
ہوئی اک آدمی کو ہادیِ اسلام کی راسئے

---

[1] مدینۃ النبی [2] یہ وہی جگہ تھی جہاں آں حضورؐ کی سواری ازخود رک گئی تھی [3] وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی جو قیمت لینے پر راضی نہ تھے مگر آں حضورؐ نے اس کی قیمت دے کر ہی مسجد نبوی کی تعمیر کرائی [4] مسجد نبوی کی دیواریں کچی اینٹوں اور گارے سے ستون کھجور کے تنوں سے اور چھت شاخوں سے تیار کی گئی۔ [5] طلق بن علی [6] مسجد نبوی سے متصل بروقت دو کمرے ازواج مطہرات کے لئے تیار ہوئے۔ [7] بیت المقدس کیونکہ وہی اس وقت اہل اسلام کا قبلہ تھا۔

کہ مکہ سے رسولِ اللہؐ کے اُسرے کو لے آئے
گئے وہ اور لے کر آگئے اُسرے[1] کو ہادی کے
ہوئے محروم گھر والوں سے، گھر دادا و دادی کے
لگا اک سلسلہ معمورۂ ہادی کا اُس لمحہ
ہوا معدود لوگوں کے ہر اک مکہ سے آ دھمکا
وہاں روکی گئی[2] سرکارِ دوعالم کے اُسرے کی
عروسِ والدُ العاص اک رسول اللہؐ کی لڑکی

معمورۂ رسول کے گروہ

رہا کُل[3] دو گروہوں کا محل معمورۂ داعی
مددگاروں کا اک، اک اور اسرائل کا دکھ دائی
رہا اوّل وہاں سالوں سے "اہلِ مصر"[4] کہلا کر
ملا اِسم مددگاراں اُسے اسلام لا لا کر
گروہِ دُوم اسرائل رہا دل مال داروں کا
رہا کارِ حصولِ مال لے کر سوداسارں کا

---

[1] حضرت سودہ اور فاطمہ و ام کلثوم کو حضرت زید مدینہ لائے اور حضرت عائشہ اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ آئیں (ابن سعد)
[2] بنت رسول حضرت زینب کو ان کے خاوند ابوالعاص نے روک لیا تھا کیونکہ اس وقت تک وہ اسلام نہیں لائے تھے۔
(سیرت خاتم الانبیاء) [3] ایک انصار کا اور دوسرا یہود کا۔ [4] "اہل مصر" یعنی وہاں کا شہری۔

امورِ مصر کا مالک رہا وہ مال داری سے
رہا سردار لوگوں کا وہاں کے سحر کاری سے
رہا معلوم اُس کو اک رسول اللہؐ آئے گا
ہُدیٰ کی راہ سے وہ اہلِ عالَم کو لگائے گا
مگر اُس کو رہا اِصرار، اسرائل سے وہ ہوگا
رہی اُس کی سدا للکار، اسرائل سے وہ ہوگا
وہاں آمد سے ہادی کی، ہوئی اک رائے اُس دل کی
کرے مِل کر وہ آگاہی رسول اللہؐ سے کُل کی
وہی مُوعود مُرسَل ہے کہ ہے وہ دوسرا کوئی
کرے احوال سے معلوم، رکھ کر سلسلہ کوئی
اکٹھا "المدارس"[1] ہو کے اسرائل کے سرکردہ
ہوئے آگاہ مِل کر حال سے ہادی کے اُس لمحہ
ہوئے اسلام لا کر حاملِ اسلام معدود[2] ے
مگر حاسد، ہُدیٰ کی راہ سے محروم گھر لوٹے

ہمدموں سے مددگاروں کا سلوک ہمدردی

---

[1] مدینہ منورہ میں یہودیوں کا ایک مدرسہ تھا۔ [2] یہود کے سردار حیی بن اخطب کے بھائی ابویاسر اور سلام بن الحقیق اور اس کے گھر کے لوگ۔ (زاہدی عالم)

ادھر حکمِ رسول اللہؐ سے وادی کے کل ہم دم
رواں ہو کر وہاں سے آگئے معمورہؐ صلعم،
گھروں سے آئے معمورے کو دِرمؐ ودام سے عاری
بِاسم اللہ کھو کھو کر کمائی عمر کی ساری
رہا معلوم حالِ ہم دماں، ہادیِ عالم کو
رہا معلوم ہر حالِ گراں، ہادیِ عالم کو
رسول اللہؐ کو اِس سے ملال و دکھ ہوا طاری
لگی دل کو اَلَم سے ہم دموں کے مار اِک کاری
ارادہ ہو رہا اِس واسطے ہادی کا اُس لمحہ
مددگاروں کا حل ہو مسئلہ امدادِ مالی کا
مددگاروں کو ہادی کا ملا حکم سُرور آور
اکٹھا ہو گئے اِک ہم دم ہادی کے گھر آکر
اُٹھے سرکار، لوگوں سے کہا، اسلام کے لالو
ہمارے ہم دموں کے واسطے اِک کام کر ڈالو
مری ہے رائے، اِک ہم دم کو اِک ہمدرد[1] گھر لائے
رکھے والد کے لڑکے کی طرح، اس کا اَلم کھائے
رواداری کا رکھے حوصلہ، ہمدرد ہو اُس کا
سدا رحم و کرم کے واسطے دل سرد ہو اُس کا

---

[1] یہاں ہمدرد سے مراد انصار مدینہ ہیں جسکو جگہ جگہ "مددگار" سے تعبیر کیا گیا ہے اور ہم دم سے مراد مہاجر لئے گئے ہیں (صادق)

سرور دل ہوا حاصل مددگاروں کو داعی کے

ہوئے مدّاح سرکارِ دو عالم کی مساعی کے

وہاں سے ہم دموں کو لے کے وہ ہمدرد گھر آئے

مساوی دو الگ حصّے ہر اک ساماں کے کروائے

عطا کی ہم دموں کو بلکہ اک حصّے کی گھر لا کر

محال اک '' امر کے عامل ہوئے، عالم کو دکھلا کر

معاہدۂ معمورۂ رسول

رہائی ہو گئی مکہ کے ہٹ دھرموں سے گو حاصل

وہاں آ کر ملا اک دوسرا ہٹ دھرم اسرائیل

رہا اس کو حسد اسلام سے، اسلام والوں سے

رہا مکّہ کے دلّالوں کا وہ ہمدرد سالوں سے

اگر ہر دُور رہے حامی، ہوا احساس داعی کو

ستمے سے ہوں گے آمادہ وہ مِل مِل کر لڑائی کو

اگر اس طرح ہمدردی کا آگے سلسلہ ہوگا

ہمارے واسطے اک مسئلہ آکر کھڑا ہوگا

ہوا اِس واسطے اک عہد[1] معمورے کا ہادی کے

---

[1] میثاق مدینہ جس کو عنوان میں معاہدۂ معمورۂ رسول سے تعبیر کیا گیا ہے

گروہوں سے وہاں کے اور اسرائیل سے وادی کے[1]
رہے اسلام والے اور اسرائیل کے ہرکارے
اُمورِ اُس عہد کے اُس دم ہوئے اس طرح طے سارے

کوئی معمورۂ ہادی سے گر ہو معرکہ آرار
لڑائی کے لئے آئے گا اس سے دَل کا دَل سارا
عدو سے کوئی گر ہوگا کسی دَم صلح کا حامل
معاہد دَل ہر اک ہوگا سدا اُس صلح کا عامل
رہے گا طورِ مالِ دَم[2] کہ عرصہ سے رَہا ہوگا
اسی رُو سے عمل ہوگا اُسی رُو سے ادا ہوگا
لڑائی گر کسی دَل کی عدو سے اسکے آ دھمکی
معاہد آئے گا حامی ہر اک ہو کر سدا اُس کی
معاہد ہو کسی دَل کا وہ عہدِ صلح کی رُو سے
رہے گا دُور ہمدردی سے گمراہوں کی مکہ کے
معاہد ہو کسی مسلک کا، ہوگا اس کا وہ حامل
رہے گا ہر کوئی طے کردہ[3] مسلک کا سدا عامل

ہوئے طے ہر امورِ عہد ہادی کی مساعی سے
مکمل ہو گئے سردار لوگوں کی گواہی سے

---

[1] وادی سے مصر اُمّد یعنی مدینۃ الرسول مراد لیا گیا ہے [2] مال دَم، خون بہا یعنی ہر گروہ اپنے آدمی کا خون بہا خود ادا کرے گا [3] مذہبی معاملہ میں ہر گروہ آزاد ہوگا۔ (اصح السیر) صادق

ہوا وہ عہد حل احساسِ ہادی کے سوالوں کا
ہوا ہموار احوالِ عمل اللہ والوں کا
اِدھر معمورۂ ہادی کے گرد اگرد ہر عامی
رسول اللہؐ کے دورے ۱؎ سے ہوا اس عہد کا حامی

مکاروں کا گروہ

رہے دو دل مددگاروں کے اِک اوس اک عدو ۲؎ اُسکا
رہا وُ لیڈ ۳؎ سلول اک، ہم صدا و ہم گلو اُس کا
رہا سردار آمد سے اُدھر ہادی کی، ہر دُو کا
رہی ہے آس آمد سے اِدھر، سردار وہ ہوگا
مگر ہادی کے آگے، دل مددگاروں کا آ آ کر
ہوا اسلام کا حامی، وہاں اسلام لا لا کر
لگی رٹ آمد آمد کی رسول اللہؐ کی اس عرصہ
لگا حاسد کی سرداری کو اِس ماحول سے دھکا
ملال اُس کو ہوا ماحول کی اس کامگاری سے
ہوا حاسد رسول اللہؐ کا محروم کاری سے

۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میثاق مدینہ پر عمل کرنے اور حصول حمایت کے لئے قرب وجوار کی بستیوں کا دورہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے اس معاہدے کی حمایت کی ۲؎ منافقین کا گروہ خزرج ۔ ۳؎ عبداللہ بن ابی بن سلول

ہے وہ لوگ کہ اُس دَم الگ اسلام کی حد سے
وہ آکر ہو گئے ہم راہ اُس مکار کے کدُ سے

ہ مکاروں کا دُل کھُل کر رہا اسلام کا حامل
مگر دِل سے وہ گمراہی کی راہوں کا رہا عامل

ہے لاعلم مکاری سے انکی اس لئے داعی
ہمارا دُل ہے، وہ کہہ کر رہا اسلام کا ساعی

ہ مکاروں کے دُل سے اس لئے موسوم ہے لوگو
عمل اس کا کلام اللہ سے معلوم ہے لوگو

روگاہ محول[1] دار المطہر[2] سے دار الحرم[3]

احکم الہٰی اک اہم اللہ والوں کو
سرور آور رہِ اسلام کے مسحور لالوں کو

ادِ[4] سُلم[5] کے ٹائم ملا وہ حکم داور سے
کہ رُو کو موڑ لو سوئے حَرم دارُ المطہر سے

ی ہے اُس[6] ہادی کو حرم روگاہ ہوا آگے
ہوئی کابل وداع[7] سے، ماہ ساڑھے آٹھ کے لاگے

۱ تحویل قبلہ ۲ بیت المقدس ۳ خانہ کعبہ ۴ یعنی تحویل قبلہ کا نماز کے اندر ہوا تھا جس وقت آپ بجماعت مسجد سلم میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ دو رکعت بیت المقدس کیطرف پڑھ چکے تھے (حاشیہ شیخ الہندؒ) عمادِ سلم سے مراد نماز لیا گیا ہے۔ ۵ بمعنی الاسلام (روح المعانی) ۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ قبلہ نماز خانہ کعبہ ہوجائے۔ ۷ ہجرت کے دوسرے سال ساڑھے آٹھ ماہ بعد نصف ماہ شعبان ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ (ہادیٔ عالم)

مرادِ دل ملی اس حکم سے ہادیٔ عالمؐ کو
سرورِ دل ملا اس سے ہر اک ہمدمِ دمؐ کو

اساره والے

اُسارہ[1] اک عددِ حُرَم رسول اللہ کے آگے
رہا اسکولِ اوّل واسطے اللہ والوں کے
وہاں آکر رہے وہ کہ وسائل سے رہے عاری
رہے مسرور ہادی کر کے کم حالوں کی دِلداری
رہے اعمالِ اسلامی کے سارے لوگ وہ عامل
رہے اطوارِ اسلامی کے سارے لوگ وہ حامل
رہے اصلاحِ روح و دل کا سارا ولولہ لے کر
رہے اللہ کے ڈر کا سراسر حوصلہ لے کر
طعام و اکل سے محروم دُکھ سے سرگراں رہ کر
رہے علم و عمل کی حرص کا کوہِ گراں رہ کر
رہا محور حصول علم لوگوں کی مساعی کا
رہا ہے درِ دلِ ہمدردگاں دُکھ درد داعی کا

---

[1] ہمارے یہاں کی بولی میں اسائے دار کھلے سائبان کو اسارہ کہا جاتا ہے یہاں اسارہ سے اصحابِ صفہ مراد ہیں۔ (صادق)

وہ صوری طور سے گو کم رہا ہے اور لوگوں سے
مگر حاصل رہا اکرام کا اللہ کے آگے
ملائک اطلاع اہلِ اُسارہ کے لئے لائے
کہ ہے وہ ذل وہاں اللہ کے اکرام کے سائے

اک ماہ کے صوم کا حکم

وداعِ مکہ کے سالِ دگر[۱] ہادیِ عالم کو
ہوا امرِ الٰہی صوم کامل ماہ کا رکھو
یہ صوم اک راہ ہے راہِ ہدیٰ اسلام والوں کی
اسی سے گمرہی، راہِ ہُدیٰ ہر دو الگ ہوگی
ہدیٰ کی راہ کی ہوگی اسی سے اطلاع حاصل
ہدیٰ کی راہ کا حاصل ہے ماہ صوم کا حاصل
ہوا اس امر سے امرِ دگر ہادیِ عالم کا
ہوا امر ارادی[۲] صوم آگے دس محرم کا

یعنی رمضان المبارک کے ایک ماہ کا روزہ اور اسی کا حکم ۔ [۱] ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک روزوں کا حکم ہوا اور شہر رمضان الذی الایۃ نازل ہوئی [۲] جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یوم عاشورہ روزے کا حکم دیا اور جب رمضان کے روزوں کے لئے آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ عاشورہ کا روزہ اختیاری ہے۔ سیرۃ المصطفیٰ

ادھر صوم محرم ہی رہا صوم اہم، لوگو
ہوا اک ماہ کے اس صوم کے آگے وہ[1] کم، لوگو

کارروائی ولد سلول مکار کی

دلِ ولدِ سلول اُس دم رہا اسلام سے کھٹا
رہا ساعی عُلوِّ سِلم کو کوئی لگے دھکا
اِدھر مکہ کے گمراہوں کو، ہوکر علم عہدوں[2] کا
ملال و دکھ ہوا حاصل کہ گمراہوں کا ہے حصہ
محرر نے کے سرداروں کا اک مُرسل ہوا راہی
کہ دے اگوا کو مکاروں کے، اُس لکھے کی آگاہی
رہا لکھا ہمارا اک عدو واں ہے، لڑو اُس سے
عدو کا سا سلوک بُکھ دہی بِل کر کرو اُس سے
حوالے کردو لاکر اُس کو، حمالِ کرم ہوں گے
اگر عاری رہو گے، حملہ آور لے کے ہم ہوں گے
سلول اک دم اٹھا اک آڑ لے کر اُس محرر کی
اکٹھا دم کے دم ٹولی الم کاروں کی اک کر لی

---

[1] کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرض اور ضروری نہیں رہ گیا۔ (صادق)

[2] وہ خط مکہ کے سرداروں نے ایک آدمی کو لے کر ابی بن سلول منافق کے پاس بھیجا تھا۔ (صادق)

لوگو! لڑائی کے لئے مکہ ہے آمادہ
اکٹھا دل ہے سارا اِس گھڑی سرکردہ لوگوں کا
مکہ کے سرداروں کے حملے کا ہے ڈر ہم کو
محمدؐ سے لڑائی مول لے کر اِس کو حل کر لو
ی مکہ کے لوگوں کے مُحرِّز کی ہوا کالی
اکٹھا ہے ہر اک ٹولی ملی ہادی کو آگاہی
راک مکار سرکردہ ہے آمادہ لڑائی کو
مسلح ہو رہی ہے مل کے ہر ٹولی لڑائی کو
ی المحہ رسول اللہ اُٹھ کر آ گئے اک دم
اکٹھا لوگوں سے آ کر کہا، سامع ہو سادھے دم
ر مکہ کے لوگوں کا مکاری ہے، دھوکہ ہے
مآل اس کا ہے رسوائی سراسر اور گھاٹا ہے
ائی کے لئے آمادگی مکروہ دعویٰ ہے
ہمارا اصل مُحرِّز کے لئے اِس کے علاوہ ہے
اری رائے ہے مکہ کے مکاروں کو لکھ کر دو
معاہد ہم ہوئے مکہ کے ہرکاروں کو لکھ کر دو
ے گر حملہ آور وہ، لڑے گا ہر کوئی مل کر
ہمارا ہر معاہد لے گا ہر مکار سے ٹکر
اگر عکس اِس کے، وہ ہے رسوائی ہی رسوائی
مآل اس کا ہے گھاٹا اور وہ دھوکے کی ہے ٹی

دورِ سوم ۔ اسلامی معرکے

اسلامی معرکے

وہی ہے ڈاکٹر ماہر، سوا دارو و مرہم کے
سڑے حصے کے سمّی مادے کو کاٹ کر رکھ دے
وہی مصلح ہے کہ وہ اول اول سہل کاری سے
مکارہ اور گمراہی سے ہر گمراہ کو روکے
کرے رحم و کرم وہ اولاً، کوئی اگر سُکڑے
مآلاً معرکے کے واسطے آئے اگر اکڑے
رہے اس طرح کے ہر معرکے اسلام والوں کے
ڈٹے اسی طرح سے آگے وہ مکہ کے دلالوں[1] کے
رہِ اسلام کی ہموار، ہر دکھ اولاً سہہ کر
مسلسل گھاس کھا کھا کر، گھروں کو الوداع کہہ کر
رہا اسلام کا ہر کام اس احساس کا حامل
ہوا کرم و عطا و سہل کاری سے غلو حاصل
مگر معلوم کر کے اُس گھڑی اسلام والوں کو
رسول اللہ کے، اسلام کے مسحور لالوں کو

---

[1] دلال کا اصل تلفظ تشدید کے ساتھ ہے یوں دلال بغیر تشدید کے بھی عام طور پر مستعمل ہے گویا ہر دو کا استعمال صحیح ہے ۔ غلط العام فصیح (صادق

کہ آگے حد سے ہے مکہ کے لوگوں کی عدوکاری
لڑائی کے لئے آمادگی، دھوکہ و مکاری
ہوا محسوس اک ہمّم ہلاکی ہوگا ٹرکاڈا
حَسد کاری کا مردودوں کی لوٹے گا اِدھر لاڈا
کہاں مرہم سے مکاروں کے ورموں کی دوا ہوگی؟
کہاں اس سہل کاری سے رہِ اسلام وا ہوگی؟
سڑے حصے کو کاٹو گھاؤ کر کے، دُور لا ڈالو
لڑو ڈٹ کر حسد کاروں سے، مارو گھُور کر ڈالو
ہوا اصرار ہم دردوں کا سرکارِ دوعالم سے
لڑائی کا عطا ہو امر مکہ کے دلالوں سے
وِدَاعِ مکہ کے سالِ دِگر وہ امر آ دھمکا
لڑو ڈٹ کر حسد کاروں سے، دو للکار کے دھکا
ہوئے احوال سارے اصل، اسلامی لڑائی کے
ہوئے اس طرح سے مامور اہل اللہ کڑائی کے
رکاوٹ، اگلی کاری کوئی ہو اس طرح سے لوگو
رہا اسلام مکرہ[1] معرکوں کے واسطے لوگو

---

[1] اہل اسلام کو جن اسباب و علل کی بنا پر آمادۂ پیکار ہونا پڑا وہ اسلام کے لڑائی کے لئے مکرہ ہونے پر خود دلیل ہیں۔ دراصل یہ جہاد ابتداءً دفاعی تھا بعد میں اقدام جہاد کا بھی حکم نازل ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ اسلامی غزوات دفاعی اور احتیاطی تھے اقدامی اور انتظامی نہیں سراسر بھول ہے۔ حق خنجر آزمائی پہ مجبور ہو گیا۔

مُہم اور معرکے کی اصطلاح

مسلسل تُوہ گمراہوں کی، ہٹ دھرموں کی محصوری
حسد کاروں کی رکھ والی کو ہمدردوں کی معمو
مددگاروں کی گرما گرم اصلاحی عمل کاری
گروہوں کی عدو کے اطلاع، اُسروں کی دلدار
مُہم[1] کے اسم سے سارا عمل موسوم ہے لوگو
ہمارے ہسٹری داں کو اگر معلوم ہے لو
اگر حاصل رہی سرکردگی سرکارِ عالی کی
مہم اِسلام کی وہ اصطلاحاً "معرکہ" ہو گ

اول مہم اسد اللہ[2]

مہم اوّلِ اسلام اسد اللہ ہے لوگو
عدو سر کرمیِ اسلام سے آگاہ ہے لوگ

---

[1] جو نقل و حرکت انصار و مہاجرین سے متعلق ہے اسکو سریہ کہتے ہیں، اور جس نقل و حرکت میں آنحضو خود شریک رہے اسے غزوہ کہتے ہیں، انہیں کو غیر منقوط طور پر مہم اور معرکہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[2] حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چونکہ اس سریہ کے امیر تھے اس لئے اس کو سریہ حمزہ بھی (بقیہ حاشیہ ص

رَوا ہے معرکہ، کہہ دو محمد، آکے سائل سے
ہوا[1] اَمرِ الٰہی ، وہ رہے کورے دلائل سے

اسلام کا معرکۂ اوّل[2]

عُلو حاصل رہا سوداگری سے اہلِ مکہ کو
رہا اک دورۂ مالی ہی دل کا آسرا، لوگو
اِدھر اسلام کو حاصل علو و کامگاری ہے
اِدھر اسلام کو حاصل عطارِ کردگاری ہے
سمٹ وہ آرہا کرلے احاطہ سارے عالم کا
سمٹ وہ آرہا دارو وہی ہو دردِ آدم کا
سمٹ وہ آرہا اک طول سائے کی طرح آکر
ردائے رحم ہو کر اوڑھ لے عالم کو لہرا کر
ردائے رحم اصلاح ورواداری کے کام آئے
ردائے رحم درسِ عدل ہو کر گام گام آئے
مٹا دے سارے عالم سے وہ لاعلمی، حسد کاری

---

[1] مکہ کے سرداروں نے شور مچایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شہر حرام (رجب) میں قتال کا حکم دیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ جو ان کا رد تھی۔ یہ سریہ ۲ ہجری میں ہوا (خاتم الانبیاء) [2] غزوۂ بدر

مٹا دے سارے عالم سے وہ گمراہی و مکاری
رسول اللہ کا ہر کوئی رہے اک کلمہ گو ہو کر
رہے کس واسطے اُسرہ کوئی ٹکرا کے دو ہو کر
رہے ہر گام صلح و صلۂ رحمی کے لیے ساعی
رہے راہی ہدیٰ کی راہ کا، اسلام کا داعی

گمراہوں کا کارواں

اسی[1] دوراں ہوئی اک اطلاع سرکار کو حاصل
کہ مکی[2] کارواں اک آرہا ہے مال کا حامل
رواں ہوگا اِسی "معمورۂ ہادی" سے وہ ہو کر
سمے وہ آرہا کوئی بھم دے دے اسے ٹھوکر
اُسی دم ہادیِ اسلام حاصل کر کے آگاہی
مددگاروں کو سہ[3] صد سے ادھک لے کر ہوئے راہی
سواری، اسلحہ، املاک سے عاری، اسی لمحہ
رواں ہو کر مددگاروں کا عسکر آلگا رہ جا
کسی رہرو سے اس کی ہو گئی اعدا کو آگاہی
معاً اس راہ سے کٹ کر ہوئے ساحل سے وہ راہی

---

[1] جس وقت کافروں کے زور کو توڑنے اور دعوائے اسلام کے بارے میں مشورے ہو رہے تھے [2] ابو سفیان مکہ مکرمہ سے ایک قافلۂ تجارت لے کر شام گیا تھا اور وہاں سے مال و اسباب لے کر واپس ہو رہا تھا۔ [3] ۳۱۳ انصار و مہاجرین

سوئے مکہ ولد کو عمرو[1] کے سردار دوڑا کر
ہوا راہی، کہا کہہ دو، کرے ہر اک مدد آ کر
ہوا مکہ کو وارد، عمرو[2] کو دی اطلاع ساری
لگی اس اطلاع سے دل کو اس کے مار اک کاری
دھماکہ ہو کے دل سے اہل مکہ کے وہ ٹکرائی
لڑائی کی ہوا کالی اسی دم آ کے لہرائی
ہوا راہی لڑائی کے لئے اک کارواں[3] ڈٹ کر
ہوا راہی دمادم عسکرِ مردودگاں ڈٹ کر

ہمدموں اور مددگاروں کی حوصلہ وری

رسول اللہ ہو کر مطلع اعدا کی آمد سے
صلاح و رائے کا لے کر ارادہ اور سر[4] اٹھے
کہا آ کر کہ اے لوگو، لڑائی کے ارادے سے
رواں ہے اک مسلح عسکرِ عکار مکہ سے

۱؎ ضمضم بن عمرو غفاری ۲؎ ابوجہل ۳؎ ساڑھے نو سو سواروں کا لشکر جرار (سیرت خاتم الانبیاء)
(نوٹ) مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت اہل اسلام کا لڑائی اور جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا مدعا صرف حصول مال تھا۔ اسی لئے مسلمان بغیر کسی جنگی تیاری کے نکل پڑے تھے صرف ستر اونٹ اور دس گھوڑے ساتھ تھے اور لوگ تین سو تیرہ (ہادی عالم) ۴؎ سر معنی خیال

کہا کھل کر کہو، کس طرح کا لوگو ارادہ ہے
مسلح ہے عدو اور عسکرِ اسلام سادہ[1] ہے

مکرم ہمدم[2] و دل دارِ ہادیِ اولا[3] اٹھے
کہا! ہر اک لڑائی کو ہے آمادہ کمر کس کے

لگا دو معرکے سے گر لڑائی کا سوال آئے
مدد اللہ کی، آگے کوئی مائی کا لال آئے

عمر اٹھے، کہا، ہوں حاملِ حکمِ رسول اللہ
رہوں گا، عہد لے لو، عاملِ حکمِ رسول اللہ

لڑائی کا مکمل حوصلہ ہے ہادیِ عالم
لڑائی کا مکمل ولولہ ہے ہادیِ عالم

ولد اسود[3] کے حامی ہادیِ اسلام کے ہو کر
ہوئے معلن[4] وہ اعدا سے لڑائی کے لئے اٹھ کر

کہا ہمراہ ہوں گے، ہادیِ اسلام، ہم سارے
کہاں ہوگا؟ کہ ہم ہوں ہمدموں کی طرح موسیٰ کے

کہ موسیٰ سے الگ ہو ہو گئے اس طرح کہہ کہہ کر
کہ اعدا سے لڑے اللہ کے، ہم راہ وہ رہ کر

مددگارِ رسول اللہ سعد[5] اہل دل اٹھے
کہا ہم کو کہاں ڈر ہے رسول اللہ لڑائی سے؟

---

[1] یعنی بغیر ہتھیار و بند کیونکہ بوقت روانگی کسی لڑائی اور جنگ کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ [2] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
[3] حضرت مقداد بن اسود (مہاجر) [4] اعلان کرنے والے [5] حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (بقیہ حاشیہ)

رسول اللہ کے حکموں کے حامل ہوں گے ہم سارے
رسول اللہ کے حکموں کے عامل ہوں گے ہم سارے

مددگاری سے ہم ہو کر الگ، ہادی! کہاں ہوں گے
مدد سے دور رہ کر، ہائے امدادی کہاں ہوں گے

دکھاوے سے سدا ہم دور ہوں گے سرورِ عالم
ہمارے کام سے مسرور ہوں گے، سرورِ عالم

لڑائی کا سراسر سعد سے وعدہ ملا کامل
سرورِ دل ہوا اِس سے رسول اللہ کو حاصل

حاشیہ صہ کا

(انصار) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا یہ رہا کہ مہاجرین کے علاوہ انصار سے معرکہ آرائی کا عہد و وعدہ حاصل ہو اس لئے آپ کو حضرت سعد کی تقریر اور عہد مصمم سے انتہائی خوشی حاصل ہوئی

اہلِ مطالعہ سے

کرم ہی سے ہوا اللہ کے اہمال حصے کا
کرم ہی سے ہوا اللہ کے اِکمال حصے کا
اگر کوئی کسی کو سہو حاصل ہو رسالے سے
کرے لکھ کر کلام وہ اس معتری کار والے سے
وصول اِس سعی کو مولا کرے احساس کاری دے
دو عالم کی مرے مولا دوامی کامگاری دے

ص علی ص　　　　　۱۶/۳/۱۹۸۵ء

دَور سُوم کے رَہ گئے احوال

اسلامی معرکے
ملوک عالم کو مراسلے
رسول اللہؐ کا دُواعی احرام
رسول اللہؐ کا وصال مسعود
اور وداعی لمحے
اور دوسرے مسلسل احوال کو حاوی ہے
اگر عمر ملی آگے آئے گا
اللہ عمر اور حوصلہ دے

ص علی حق

سلام علیک ای نبی مکرم

مکرم تر از آدم و نسل آدم

جگر تشنگانیم از پا فتاده

ترحم علینا بما ترحم

مشقه فقیر حقیر بن حافظ محمد عبدالکریم غفرله جمادی الاول سنه ھ

مادہ تاریخِ وفات : علامۂ روزگار حافظ عبدالکریم - ١٩٤٦ء

سہام سعد اک ماری ہوئی، اعدا کی دور آئی
سہام سعد ہی اول سہام مسلم کہلائی
گئی،[۱] آئی مہم اک اور اُسی مرد کی حاصل
رہی سرکردگی ہادی کے ہمدم سعد کو حاصل

اک اور مہم حصولِ مال کا اول اسلامی حملہ

مہم[۲] اک اور حکمِ ہادیِ اکرم سے ہے راہی
کسی مکہ کے آئے کارواں کی ہو کے آگاہی
ہم دس اور دو کی معرکہ آرا ہوئی آکر
حصولِ مال کی اوّل مہم، عالم کی کہلا کر
حصولِ اطلاع کے واسطے اصلاً مہم آئی
مگر احوال، حملہ کے لئے اُس دم ہوئے داعی
مُرا سردار، دو کو وہ مہم محصور کر لائی
وہاں سے ڈر کے مارے اُڑ لئے ٹک ٹک کے صحرائی
اُڑے اموال و ساماں ڈال کر اُس گام، ہر ہی کارے
ہوا مال اُدھک حاصل، مہم کوٹی وہ للکارے
ملا اک داؤ، مردودوں کو، ہلا آ کے کروائے
مسلماں معرکہ آرائی کو، ماہ حرام[۳] آئے

[۱] یہ سریہ ضرار ہے اسکے سردار حضرت سعد ہی تھے۔ [۲] سریہ عبداللہ بن جحش [۳] اسلام کو پہلی غنیمت اسی سریہ میں حاصل ہوئی۔

رسول اللہ ہی کے حکم سے ، لوگوں کی اک ٹولی
رواں اک کارواں کی اطلاع کے واسطے ہو لی
مہم کو ہمدموں کی مرسلہ سرداری کامل
رہی عمِ رسول اللہ اَسَدُ اللہ کو حاصل
رہا ہے عمرو[1] کی کارواں کا اصل و سرکردہ
مہم سے ہمدموں کی مطلع ہو کر وہ گھر لوٹا

دوسری مہم اسلام کا اول سہام

ہوئی ارسال اک مہم[2] دگر اسلام والوں کی
گروہِ عکرمہ کی اطلاع کو ساٹھ لالوں کی
لگا کر لوٹ مردودوں کی لوٹ آئی مہم گھر کو
ہوا معلوم کہ کے رہے کل آدمی دو سو

(حاشیہ بقیہ صـ کا) کہا جاتا ہے اس سریہ میں سرداتیس مسلمان شریک تھے۔ کافروں کا گروہ تین سو افراد پر مشتمل تھا۔ یہ واقعہ رمضان المبارک سنہ ہجری کا ہے اس میں کسی گروہ کا کوئی نقصان نہیں ہوا (رحمۃ للعلمین)

[1] ابو جہل [2] سریہ رابغ اس میں حضرت عبیدہ ابن الحارث لشکر اسلام کے اور عکرمہ یا ابو سفیان لشکر اعدار کے سردار رہے۔ مسلمان گشت لگا کر واپس آگئے اس مہم میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے دشمنوں کی جانب ایک تیر پھینکی تھی یہی وہ اول تیر ہے جو اسلام میں چلائی گئی۔ (رحمۃ للعلمین)

الرحیم اکیڈمی کی مطبوعات

ثار تالیف امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی
بروایت امام ربانی محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ
محقق العصر مولانا محمد عبد الرشید النعمانی مدظلہ
التعلیق المختار علی کتاب الآثار" للعلامۃ الفہامۃ
مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمہ اللہ
الإيثار بمعرفة رواة الآثار"
حافظ الدہر ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
الإختيار في ترتيب الآثار"
محمد الثانی عبد الحلیم الچشتی مدظلہ
ار الترجیح : تالیف المحدث الکبیر ابی المظفر
یوسف بن فرغل بن عبد اللہ البغدادی سبط الجوزیؒ
العلامۃ المحدث محمد بن حسن زاہد الکوثریؒ
المصنوعة في الروايات المرجوعة
مفتی سید مہدی حسن شاہجہانپوریؒ

نکر فی مصطلح أهل الأثر
النظر فی توضیح نخبۃ الفکر
فظ احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
: مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی رحمہ اللہ
: مولانا محمد عبد الرشید النعمانی مدظلہ

ت حریری : تالیف : ابو محمد قاسم
بن علی حریری البصری
شی - مولانا صدیق احمد انوروی، تلمیذ مولانا اعزاز علیؒ
شیخ الادب والفقہ دار العلوم دیوبند
خل فی اصول الحدیث للحاکم النیسابوریؒ
لمدخل - از مولانا محمد عبد الرشید نعمانی مدظلہ
السنیۃ فی السیرۃ النبویۃ
علامۃ الحافظ ابو عبد اللہ علاء الدین مغلطائیؒ
لامام تقی الدین محمد علی الحسنی الفاسیؒ
وجز السیر لخیر البشر : امام اللغۃ والأدب
الحسین احمد بن فارس بن زکریا القزوینی الرازی رحمہ اللہ
العرب : از مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ
شیخ الادب والفقہ دار العلوم دیوبند

(۹) فرامین نبوی : ترجمہ وشرح مولانا محمد عبد الشہید نعمانی
مکاتیب النبی : تالیف الامام ابوجعفر بن ابراہیم الدیبلی السندی
(۱۰) داعی اسلام : بے نقطہ کلام - سیرت سید الانام - مولانا صادق علی قاسمی بستوی
(۱۱) مولانا سید احمد شہیدؒ کی اردو تصانیف : از ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی مدظلہ
(۱۲) شیعہ اور تقیہ : از مولانا سلیمان مہدی صدیقی
(۱۳) ادلۂ کاملہ : از شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ
تسہیل : از مولانا سعید احمد پالن پوری محدث دار العلوم دیوبند
ترتیب : از مولانا محمد امین پالن پوری استاذ دار العلوم دیوبند
(۱۴) زاد المتقین فی تالیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
سلوک طریق الیقین : ترجمہ وشرح از مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی مدظلہ
(۱۵) تحقیق الرؤیا (مترجم) تالیف شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ
(۱۶) شرح فقہ اکبر (فارسی) از مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی (زیر طبع)
(۱۷) خطبات لندن : از مولانا عبد الرحیم دریابادی بستوی
استاذ دار العلوم دیوبند (زیر طبع)
(۱۸) صنف نازک کے لئے دعوت فکر : (زیر طبع) از مولانا صادق علی قاسمی بستوی

الرسائل النادرة

(۱) منیۃ الألمعی تالیف العلامۃ الحافظ قاسم بن قطلوبغاؒ
ویلیہ فیما فات من تخریج احادیث الهداية : للزیلعیؒ
(۲) رسالہ المتکلم فیہم بما لا یوجب ردہم :
للامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد شمس الدین الذہبیؒ
(۳) شروط الائمۃ الستۃ
للحافظ ابی الفضل محمد بن طاہر المقدسی
ویلیہ :-
(۴) شروط الأئمة الخمسة
البخاري ومسلم وابي داؤد والترمذي والنسوي
للحافظ أبي بكر محمد بن الحازمي
علق عليها الأستاذ الشيخ محمد زاهد الكوثري
(۵) ویلیہ : خصائص المسند
مسند الامام أحمد للحافظ أبي موسى المديني المتوفى ۵۸۱ھ
(۶) ویلیہ : المصعد الاحمد فی ختم مسند الامام احمد رضی اللہ عنہ
تالیف الامام العالم العلامۃ الحافظ شمس الدین أبي الخیر محمد بن محمد
بن علی بن یوسف بن الجزری

سیّد فاؤنڈیشن آف پاکستان کا تعارف

اس ادارہ کو محترم جناب پروفیسر سیّد حامد علی صاحب اور ان کی اہلیہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ نیز مختلف اہل قلم، ادیب و دانشور اس ادارے کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ اس ادارے کا اولین مقصد ایسے ادب کو فروغ دینا اور معاونت کرنا ہے جو کردار شناسی اور اعلیٰ ترین اقدار کے معاشرہ میں رواج پانے کا ذریعہ ہو

وہ مفکرین اور دانشور اہل قلم حضرات جو اپنی تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے منزلِ مقصود کا تعین کرتے ہیں یہ ادارہ ان کی خدماتِ جلیلہ کے اعتراف کے طور پر ہر خاص و عام کے نفع کی غرض سے ان کی کاوشوں کو منظرِ عام پر لانے اور عوام الناس میں متعارف اور شائع کرانے کا اہتمام کرتا ہے۔ بالخصوص اگر یہ خدمت سیرتِ مقدسہ کے موضوع سے متعلق ہو تو ترجیحی بنیاد پر یہ خدمت انجام دیتا ہے اور اس طرح اپنے علم دوست ساتھیوں تک ان مفید و پُرمغز معلومات کے پہنچانے کا انتظام کرتا ہے۔ بعض اوقات اس قسم کی کتب محض اس بنا پر طباعت و اشاعت کے زیور سے آراستہ نہیں ہوسکتیں کہ خود مصنف یا ادارہ کسی مالی بحران کا شکار ہوتا ہے ایسے مواقع پر یہ ادارہ اپنی خصوصی خدمات پیش کرتا ہے۔

نونہالانِ وطن کے لئے اُن کے معیار کے مطابق ادبی معلومات فراہم کرنا اور ان کے لئے نصابی وغیر نصابی کتب کی اشاعت بھی اس ادارے کی ترجیحات میں شامل ہے، علاوہ ازیں اُن ادیبوں، مفکّروں اور دانشوروں کی حوصلہ افزائی کرنا، جو بچوں کے ادب کی تخلیق میں مثبت طور پر نمایاں تعمیری کردار ادا کرتے ہیں۔

سید فاؤنڈیشن آف پاکستان

بلاک ۲-اے جے ۶۵ پی.ای.سی.ایچ.ایس کراچی

فون: ۴۵۵۳۱۴۴

قیمت Rs. 30.00